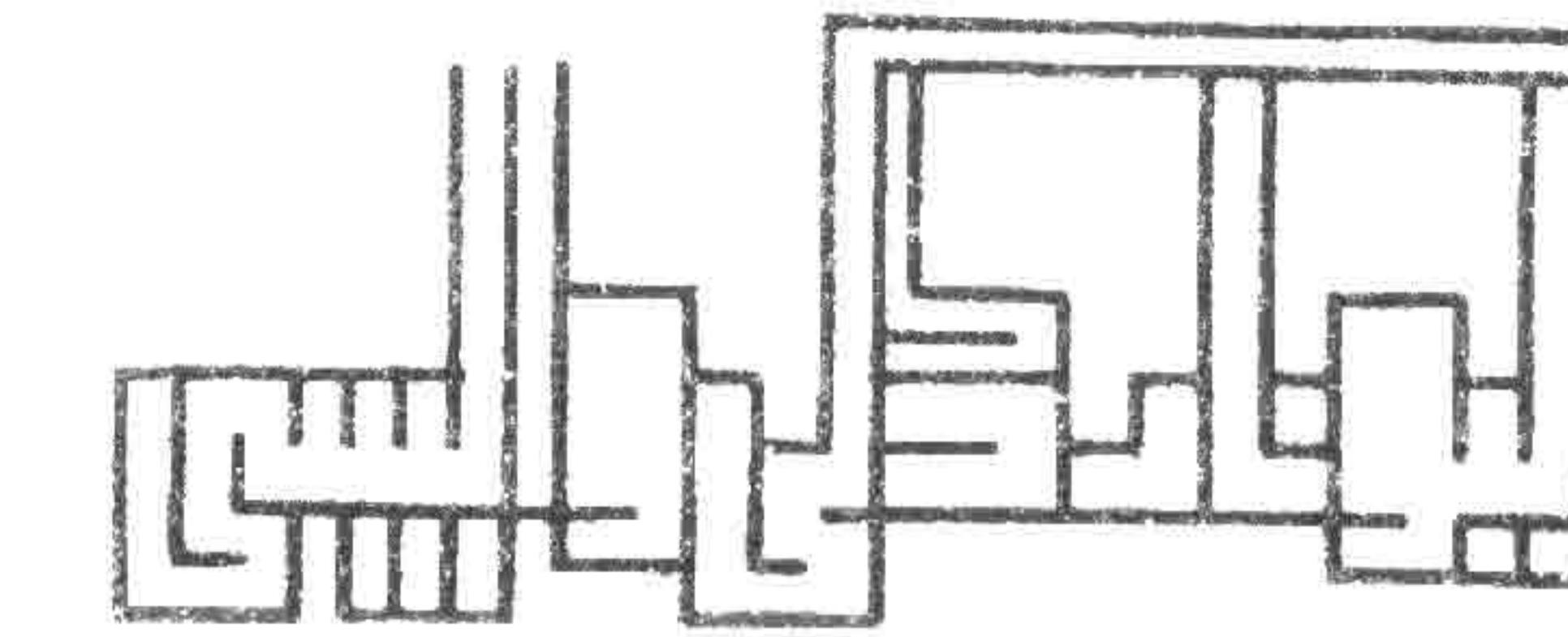


## ابنِ صفت



آپ کے محبوب اور ہر دل میں یہ مصنف  
ابنِ صفت کی مقبول عکام تحریر  
جو وہ کبھی مدد نہیں سکتی۔ ابنِ صفت  
کی جا سو سی ہتھیں کا ایک مکمل۔ ناول

**کیمپینج** حمید دم سادھہ کر چھٹ لیٹ گیل  
چھٹ بالکل پسات تھی۔ اگر وہ  
انی اختیاط سے کام نہ لیتا تو سنچے سے اُس کا دیکھ لیا جانا یقینی  
تھا، رات تاریک ضرور تھی، لیکن مطلع گرد آئو نہیں تھا۔ اس لیے  
دُور سے بھی دیکھ لیے جائے کے امکانات تھے۔ وہ چند لمحے اسی  
طرح چپ چاپ پڑا رہا۔ پھر پت لیٹ کر یعنی کے بل لمحکنے  
لگا۔ چھٹ کے کنارے پنج سارے نے سنچے لنڈالی سجن تاریک  
پڑا تھا۔ لیکن پھر بھی فرش دکھانی دے رہا تھا۔ چھٹ صحن کے فرش  
سے دس فیٹ سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔ پھر حال اُسے فرش تک  
پہنچنے میں کوئی مشواری نہیں پیش آئی اور پھر اُس کے قدم ایک  
کرس کی طرف اٹھنے لگے جس کی کھڑکیوں کے شیشوں سے گہری نیلی  
روشنی نظر آری تھی۔ حمید ایک پل کے لیے کرس کے سلانے ڈک کر  
کچھ سوچتا رہا پھر دروازے پر اتھر کھا۔ دروازہ اندر سے بندیں  
سختا۔ اُس نے پاہنچی دروازہ گھولنا اور سے دروازہ کر دھک اند روشن ہو  
گیا۔ گہری نیلی روشنی میں اس کا چہرہ بڑا بھی انگ لگا۔ رہا تھا۔ گھنی  
سیاہ داڑھی اور داڑھی پر کسی مکان کے سانبان کی طرح جھکی ہوئی  
مومچیں۔ بیاس بھی امریکی وضع کے او باشون کا ساختا۔ اُس نے  
چاروں طرف دکھنے کا ایک طویل سانس لی۔ سامنے سہری پلیک نوجوان  
لڑاکی سورہی تھی۔ حمید پھر دروازے کی طرف بڑھا اور چھٹی چڑھادی۔  
پھر پس سے ریلوالوں کا تکال کردا ہنسے ہاتھیں لیا اور پانیں اتھے سے  
لڑاکی کو چھوڑ کر جگانے لگا۔ وہ بُوکھلا کر مٹھی مٹھی۔ ساختہی حمید کی  
منکلی ہونٹوں سے جاگی اور ریلوالوں کا رخ رخ لڑاکی کی طرف ہر دن لڑاکی کی  
انکھیں بھی ہوئی تھیں اور جھپڑے پر کچھ ایسے آثار نظر آئنے لگے تھے  
جیسے وہ کسی لاش کا چہرہ ہو۔  
”یہ ریلوالوں بے آواز ہے۔ اس نے شور و غل پسند نہیں کرتا۔“

حمدید آہستہ سے بولتا۔

لڑاکی کی حالت میں کوئی تغیرت نہیں ہوا۔

”تمہیں اس مکان میں کس نے تھہرا یا ہے؟“ حمید نے پوچھا۔  
اس کے بیچے سے سفاکی مترخ ہو رہی تھی۔  
اچانک لڑاکی سبھل کر بیٹھ گئی اور اب اس کی پلکیں بھی جھکنے  
لگی تھیں۔  
”تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟“ لڑاکی نے دلیر نہنے کی  
لوشش کی۔

”میرے سال کا جواب دو۔“

”اوہ اگر میں نہ دوں تو؟“  
”تب میں ریلوا اور جیب میں ڈال کر اس وقت تک نہیں ادا  
کلا گھوٹتار ہوں گا جب تک کہ تم میرے سوال کا جواب دینے  
پر آمادہ نہ ہو۔“  
”تم صرف اسی لیے یہاں آئے ہو؟“ لڑاکی نے بے پرواں  
سے پوچھا۔  
”ہاں۔ وقت خلائق نہ کردا۔“  
”لیکن تم کیوں یہ جانتا چاہتے ہو؟“  
”میں صرف اس لیے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون جیلا  
ہے؟ جس نے یہ مکان کرائے پر حاصل کیا ہے۔ یہ مکان کبھی کیا نہیں رہتا۔“  
”میں تمہارا مطلب نہیں بھیجی؟“  
”مطلب یہ کہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ مکان کبھی آباد رہے۔“  
”میں کبھی“ لڑاکی کے ہونٹوں پر خصیت ہی سکراہت نہ مار ہوئی۔  
”کیا سمجھیں؟“  
”بھی کہ یہ مکان کسی غیر قانونی حرکت کے لیے استعمال کیا جائے ہے۔“  
”لڑاکی! بکواس بند کرو! میں جو کچھ پوچھ رہا ہوں۔ اس  
کا جواب دو۔“  
لڑاکی چند لمحے خاموشی سے اُسے گھوڑتی ری چھڑ پولی۔  
”محمد سراج رسانی کے افسر کیپین حمید کو جانتے ہو؟“  
”لکھوں؟“ وہ چونک پڑا۔  
”اسی نے میرے لیے یہ مکان کرائے پر حاصل کیا ہے۔“  
”وہم جھوٹی ہو۔“  
”میں بالکل صحیح کہہ رہی ہوں۔ اب تم چپ چاپ  
یہاں سے جسک جاؤ۔ اُن لوگوں کو تم اچھی طرح جانتے ہو گے؟“  
”وہ شد اُپ! تم پھرے دھوکا نہیں دے سکتی۔ میں نے  
اس سلسلے میں کسی سڑاکم کا نام سنایا ہے۔ مجھے تباہ۔ وہ اسلام کوں  
ہے اور کہاں رہتا ہے؟“  
”اسلام... ہاں... مکان اسی نام سے حاصل کیا گیا ہے  
لیکن وہ کیپین حمید ہے اور غالباً تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ  
وہ کانل فریڈی کی کوئی میں رہتا ہے۔“  
”یہ اچھی طرح جانتا ہوں۔“ حمید نے ایک طویل سانس فی  
اور گزری بھینج کر بیٹھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنے چہرے  
سے حصنوںی داڑھی الگ کر رہا تھا۔  
اور پھر لڑاکی کی ظاہری حالت میں ایک زبردست تغیر واقع  
ہوا۔ اس کا سارا جسم کا پر رہا تھا اور جھرے پر ہوا تھا اُڑنے



لی تھیں۔

"اب بتاؤ" حیدر اے سے گھر تاہم ہوا بولا۔ "کرنل فریدی پر کس نے گولی چلانی تھی؟"  
لڑکی کچھ نہ بولی۔

حیدر کہتا رہا: "تم شجھے ہے یہ نہیں بتایا تھا کہ اسلام ہی کیسپن حیدر ہے اور اب... اب تو تمہاری گردان پوری طرح میری گرفت میں آگئی ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت مجھے بتائوں گے کہ فریدی پر کس نے گولی چلانی تھی؟"  
"یہ نہیں جانتی"۔

پولیس تو اسے حوصلہ میں بینا چاہتی تھی لیکن فریدی نے پولیس کے پیچے اکٹھنے والیاں سے مکملہ رہتے تھے۔  
ایسا نہیں ہوتے دیا، دیے دن بھر پولیس اسے پریشان کرتی رہی۔  
پھر شام کو حیدر اسلام کے نام سے اس کے پاس پہنچا۔ اس سے ہمدردی ظاہر کی اور بتایا کہ وہ اسے بہت عرصے سے جانتا ہے اور صحیح معرفوں میں اس کی مدد کرتا چاہتا ہے۔ لڑکی جنطہ پریشان معلوم ہوتی تھی، بے جھوں وچکا اس کے ساتھ ایک دوسرا سے مکان میں منتقل ہو گئی۔ حیدر اس کے بعد بھی اسے برابر ملتا رہا۔ لگر کیسپن حیدر کی حیثیت سے نہیں اور آج اس وقت اس نے یہ سب فریدی ہی کے ہاتھ پر کیا تھا۔ فریدی پہاں تک اس کے ساتھ آیا تھا اور اسیم کے مطابق اسی طرک پر اسے حیدر کی واپسی کا منتظر ہتا تھا۔  
لٹکاؤں اور تمہیری ساتھ میرے ساتھ رہو۔ لگر خیر۔ کل شام ارپکنوں گزاری گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

خودلا۔ "یکا تم یہ سمجھتی ہو کر میں نے تھیں معمور قرار دیا ہوگا۔ ہرگز نہیں اور کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری ملازمت ختم ہو گئی ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ میں نے تمہارے یہے ایک ماہ کی مخفیت میں لیکل گاڑی میں شامل کری ہے:

"یعنی؟" رُلکی پرستت یہجے میں چھپی۔  
"ایسا تھیں یقین نہیں آیا؟" حیدر کے یہجے میں حیرت تھی۔  
"یقین تو ہے۔ مگر آخر تم نے میرے یہے اتنی دردسری کیوں مولی؟"

"یہ زیوچھو۔ درمنہ میں پھر انپاوی پلہا سوال دہراوں کا"۔  
رُلکی کچھ نہ بولی۔  
حیدر بھی پھر دیرتک خاموش رہا پھر بولا۔ "اچھا ب تم آرام کرو۔" اب تم قطعی آنا دہرسوئین واضح رہے کہ تم پچھے ایک بفتے سے بیمار ہو اور مزید تین بفتے بیمار رہنے کے بعد اپنے کام پر جاؤ گی۔ وہ فلیٹ دنوفل تک پولیس پریشان کرتی رہی۔ پھر تم ہمدردی کر آئے اور مجھے اس فلیٹ سے اس سکان میں منتقل کر دیا۔

"آب کب ملو گے؟" رُلکی لاڈت کے انداز میں بولی۔

"۰۶... میرا دل تو چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے کوت کے کاریں لٹکاؤں اور تمہیری ساتھ رہو۔ لگر خیر۔ کل شام ارپکنوں گزاری کوئی کچھ نہ کر سکے گا"

"نہیں میں اسے درست نہیں سمجھتی"۔

"کیوں؟" "اس طرح میرے خلاف بیہدات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں گے اور پھر اس روپی خوشی کی بنا پر میرا نقسان بھی ہو رہا ہے۔ میری لاڈت تو گئی بھی سمجھو"۔

"تم شاید ٹیکون ایکس چینج میں تھیں؟"

"ہاں"۔

"تھکرنا کرو۔ سب تھیک ہو جائے گا"۔

"لیکن اس وقت تم اس بیہدات میں کیوں آئے تھے؟"

"محض معلوم کرنے کے لیے کہ تم میری شفیقت سے حقیقتاً ماقفہ ہو رہا ہیں؟"

"میں بھی۔ اگر میں تمہاری شفیقت سے ماقفہ ہوں تو

اس کا یہ مطلب ہو گا کہ میں جرم سے ملی ہو گئی ہوں"۔

"بالکل یہی خالقہ میرا۔ مگر اب حقیقت جھپڑے اپنے ہو گئی اور میں شرمند ہوں"۔

"وہ تو تھیک ہے۔ مگر میری پونڈریشن پولیس کی نظر میں یہاں ہو گئی چالانی تھی تھی اس میں ایک عیسائی رُلکی میں گلوریا مقیم تھی لیکن

اس نے واقع سے لا علمی ظاہر کی۔ دیے اس نے یہ مذہبی تاریک

"اگر میں یہ کہہ دیتی کہ تم مجھے دہر ہو جاتے۔ میں تو چاہتی تھی کہ تم مجھے کہتے رہو۔ اسی صورت میں تم مجھے تریب رہ سکتے تھے۔ میں تمہیں بہت ڈنول سے جانتی ہوں"۔

"تو کرنل فریدی پر جملہ میرے یہے ایک خونگوار واقعہ ثابت ہوا۔ ہا۔ میں خوش ہوں"۔

"یہ نہ کہو" رُلکی بولی۔ مجھے بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں۔

میرے فلیٹ سے کسی نے تمہارے سامنے بھیت پہنچنے کی خدمت کھتی ہوں کوئی میرے فلیٹ سے چلانی تھی۔ مجھے اس کا بھی لفڑ دہ کھاں سے آیا تھا؟ اس سے پہنچے میں نے کبھی کارتوں کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔ باری باری بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ گولی میرے فلیٹ سے چلانی تھی۔ مجھے اس کا بھی علم ہوا کہ میرے فلیٹ سے کوئی نہیں جانتی"۔

"اوہ ب تم ہمیشہ سے سہیں رہو گی"۔

"مگر پولیس تو اب بھی میری تلاش میں ہو گی"۔

"پُوکارے! جب تک میرے دم میں دم ہے۔ تمہارا

کوئی کچھ نہ کر سکے گا"

"نہیں میں اسے درست نہیں سمجھتی"۔

"کیوں؟" "خوبی تھے تم سے۔" میں تھیں بتاتا۔ حیدر اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

رُلکی کچھ نہ بولی۔ حیدر اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تم سے کیا؟" رُلکی تھوڑی درجہ استغفاریہ انداز میں بولی۔

"نہیں بتاتا۔" حیدر دانتوں میں اٹنگلی دبا کر سہنے لگا۔

"میں سمجھتی ہوں" رُلکی مسکرائی۔ "تم نہ کہو! مگر میرے دل"

اس نے بھی جھلانوں پر رکایا۔

"ہا۔ تمہارے دل میں بھی۔ تب تو میں بڑا کچھ اہم

رُلکی اسے سوالیہ انداز میں دیکھتی رہی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے خاکوہا تھیں پریشان کیا"۔

حیدر بولا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کیسپن حیدر ہو۔ میں نے اس واقعہ

سے پہنچے بھی تھیں اکثر چھپ چھپ کر دیکھا ہے۔ مگر تم بہت زیادے

ادھی ہو"۔

"مگر سوال تو ہے کہ تم نے مجھے تو کا کیوں نہیں؟ تم نے

کہا کیوں نہیں کہ تم اسلام نہیں بلکہ حیدر ہو"۔

اس نے کچھ دیر قبل فائزہ کی آواز سنی تھی۔ فیکٹ کی تلاشی لینے پر عشیں فانے میں ایک خانی کا رتوس ہلا، جو کچھ بھی دیر قبل خانی کی گئی تھا۔ اس کے باوجود بھی لڑکی بھی کہی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اس نے فائزہ کی آواز میں تھی اسی کی وجہ سے اس کے کوئی اہمیت نہیں دی تھی کیونکہ پڑوس کے پیچے اکٹھنے والیاں سے مکملہ رہتے تھے۔

پولیس تو اسے حوصلہ میں بینا چاہتی تھی لیکن فریدی نے

ایسا نہیں ہوتے دیا، دیے دن بھر پولیس اسے پریشان کرتی رہی۔

پھر شام کو حیدر اسلام کے نام سے اس کے پاس پہنچا۔ اس سے ہمدردی ظاہر کی اور بتایا کہ وہ اسے بہت عرصے سے جانتا ہے

اور صحیح معرفوں میں اس کی مدد کرتا چاہتا ہے۔ لڑکی جنطہ پریشان معلوم ہوتی تھی، بے جھوں وچکا اس کے ساتھ ایک دوسرا سے مکان

یہی منتقل ہو گئی۔ حیدر اس کے بعد بھی اسے برابر ملتا رہا۔ لگر کیسپن حیدر کی حیثیت سے نہیں اور آج اس وقت اس نے یہ سب فریدی

ہی کے پیچے پر کیا تھا۔ فریدی بھی پہاں تک اس کے ساتھ آیا تھا اور

اسیم کے مطابق اسی طرک پر اسے حیدر کی واپسی کا منتظر ہتا تھا۔

لٹکاؤں اور تمہیری ساتھ میرے ساتھ رہو۔ لگر خیر۔ کل شام ارپکنوں گزاری

روشن کرتے ہیں اگر اکارا ایک قدم پہنچے ہٹت گیا۔ اگلی نشست کی

پیشہ کا ہا میں ایک خیز دستہ تک پیوست تھا۔ سیٹ پر کئی جگہ

خون کے جھوٹے جھوٹے دھیٹے دھیٹے نظر آرہے تھے اور کچھ ایسے

نشانات جی کی دھانی دیے جن سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسی

کے اندر دیا دو سے زیادہ آدمیوں میں کشمکش ہو چکی ہے۔

لگر...! حیدر بھی جھون میں پڑ گیا۔ دو جگڑنے والوں میں ایک

لیکن پہاں حیدر کو کسی قسم کے بھی نشانات نہیں مل کے حتیٰ کہ بھی

ذمہ دار ہو سکا کہ باہر نکلنے کے لیے کون ساد روازہ استعمال کیا

گیا ہوگا؟ خون کے دھیٹے بھی سیٹ کے علاوہ انہوں نہیں ملے۔

بڑی عجیب بات تھی۔ آخ فریدی کی کہاں گیا؟ کیا اس کے نامعلوم

دشمن اسے پکڑ کر لے گئے؟ لیکن خیز کی موجودگی اس خیال کی تردید کر رہی تھی۔ جو لوگ قاتلانہ حملہ کر سکتے ہیں، انہیں اس کی کیا ضرورت

ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کو پکڑ کر لے جائیں؟ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ جلا اور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وہ کافی دیرتک

کھڑا اداھر اور دیکھتا رہا۔ سوال یہ تھا کہ وہاں تھہرے سے یا جلا جائے؟

فریدی کے لیے تشویش اپنی جگہ پر نیکیں دلت کا نقا مناجی کوئی چیز ہے اور وہ اگر کار کا دروازہ بند کرنے والا فریدی کی بھی تھات تو اس کا یہ مطلب ہے جو اکرودہ کافی اطمینان کے ساتھ یہاں سے گیا ہے۔ اگر وہ جملہ آور لوں کو بھگادیتے کے بعد یہاں سے رخصت ہوؤا ہے تو حمید کا اس کے انتظار میں یہاں رُکن حالت ہی تھی تو راگ جملہ آور اسے پکڑ لے گئے ہیں تو کار کا دروازہ بند کر جانا نقیباً نقطہ نظر سے ناقابل تلقین ہو جاتا ہے۔ پھر حال حمید نے یہی فیصلہ کیا کہ فریدی محفوظ ہے۔ رہ گیا اس طرح غائب ہو جونا تو یہ فریدی کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وقت پر اسے جو کچھ بھی سوچ جاتی تھی تو رہتا تھا۔ حمید کیڈی میں بیٹھ گیا لیکن پھر خیال آیا کہ وہ غلطی کر رہا ہے۔ بیکوں نیکیڈی کو ان تمام نشانات سیست میں پھر زدے ہے جو ہونے کے وجہ سے تو پھر حال محفوظ تھے کیونکہ وہ پہلے ہی خشک ہو چکے تھے۔ وہ چب چاپ کیڈی سے اُتر آپا اور اس کا ایک دروازہ کھلا چھوڑ کر پیدل چل پڑا۔ آج کی مہم خوشگوار بھی ثابت ہوئی تھی اور ناخوشگوار بھی۔

تم یہاں تک کیے پہنچ گئے؟  
”فریدی صاحب ہماں ہیں؟“ جگدیش نے پوچھا۔  
”یا تم آدمی ہو ریا؟“  
”حمدی صاحب آپ حالات کی نزاکت سے واقف نہیں ہیں۔“  
”کیا مطلب؟“  
”شرمار وڑپر دو بجے ایک کانٹیل کو فریدی صاحب کی گاڑی ملی ہے جس کی اگلی سیٹ پر ایک خبجو پیروست ہے اور خون کے کئی دھجتے؟“  
”تم نے اس قسم کا کوئی کانٹیل خواب میں دیکھا ہوگا۔  
کیدی گیراج میں ہے اور فریدی صاحب اپنے کمرے میں سو رہے ہوں گے۔“  
”نہیں نیکیڈی گیراج میں نہیں ہے اور فریدی صاحب بھی اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔“  
”میں ہمیشہ صحیح کے اخبار دیکھتی ہوں۔“  
”تیک تربات تشویشاں کے گرگیا تھیں یقین ہے کہ وہ اپنی گاڑی ہے۔“  
”آپ کو معلوم ہوتا چاہیے کہ میں ابھی طرح چھان بین کرنے کے بعد یہاں آیا ہوں۔“

”اوہ... تو پھر کسی نے حملہ کیا یہیکن کرنل کہاں ہیں؟“  
”کرنل“ حمید طولی سانش سے کہا۔ ”بھجے تو قعے کے آج شام تک ان کی لاش کسی نہیں یافتے میں مل جائے۔“  
”نہیں“ گلوریا چیرت اور خوف سے انگھیں چھاڑ کر یون۔  
”ہاں! اور اب مجھے بھی اپنی زندگی حضرتے میں نظر آ رہی ہے“  
”بھید آہستہ سے بولا۔“  
”ادر تم یہاں استئمینان سے بیٹھے ہو“ گلوریا کے لیے ہی تحریت تھی۔  
”تمہاری باتیں میری بچھیں نہیں آتیں۔ چلدا گھوٹو۔ میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔“  
”کیوں؟“  
”یہاں تم پر نہایت آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے۔“  
”فکر نہ کرو! میں ڈر پوک نہیں ہوں۔“  
”پھر تمہارے چہرے پر ہوایاں کیوں اُر رہی ہیں؟“  
”مکہیاں ہوں گی۔“ حمید نے بے پرواں کے کہا۔  
”نہیں آج تمہارا روئے پہنچے سے بہت بدلا جاؤ ہے۔“

کیا تمہیں اب تک یقین نہیں آیا کہ میں جلا آور سے کھل عحق نہیں تھی?  
”بھی ختم کردی تھی! مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں:  
”پھر کیا سوچ رہے ہو؟“  
”کچھ نہیں میرا مودود خراب ہے۔ چلو چلیں“ حمید اٹھ گیا۔

\*  
ٹھیک دری بجے حمید سونے کی تاریخ رہا تھا کہ ذی۔ آنی ہجہ کا فون آیا۔ اس نے اسے اسی وقت اپنے بغلے پر طلب کیا تھا۔ اخراج بالا کے سامنے تھا جانے سے وہ ہمیشہ کرتا تھا تھا۔ لوں توڑی۔ آنی بجھی سے درجنوں بار مل جھکا تھا لیکن فریدی کے رہا تھا۔ اگر آب تو اسے ہر حال میں وہاں پہنچنا تھا۔ اس نے گیراج سے بھجوںی آسٹن نکالی اور دل بھی دل میں سر پیٹھا ہوڑی۔ آنی۔ جو کے شکل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیسی کے متعلق ذی۔ آنی۔ جو کوئی تھا۔ اسے فریدی کے متعلق ذی۔ آنی۔ جو کوئی تھا۔ اسے فریدی کے متعلق ذی۔ آنی۔ جو کے شکل کے مشاغل کے متعلق بھجوںی کسی کو کچھ نہیں تھا۔ خواہ پوچھنے والا تھکے کا کوئی بڑا آفس ریکووں نہ ہو۔ وہ بخت اُجھن میں تھا۔ فریدی نے دفتر کے روزنامے میں دفتر سے اپنی عیز خاہزی کو خیر کی تھی جس کا لکھا ہوا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے پچھے تین دنوں کی کارگزاریوں کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حمید کی اُجھن بڑھتی تھی اور اس وقت اور زیادہ بڑھنے کی وجہ کاروڑی۔ آنی۔ جو کے بغلے کی کپڑا نہ میں داخل ہو رہی تھی۔ ذی۔ آنی۔ جو تک پہنچنے کے لیے اسے ”رسیمات“ سے دو چار ہیں ہونا پڑا۔ ایک اُری باہر اس کا منتظر تھا۔ اس نے اسے دڑاٹنگ رومن تک پہنچا دیا۔ ذی۔ آنی۔ جو تھا نہیں تھا۔ تھکے کا پرمنڈنٹ اور دو پیٹی پرمنڈنٹ بھی موجود تھے۔

”فریدی کا کچھ بتا چلا“ ذی۔ آنی۔ جو نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔  
”جی نہیں۔ ابھی تک تو کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔“  
”شیرہ ایک بہت پڑائی کیس کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے بھی نہ تیکی بلایا ہے۔“  
”حمدیکی اُجھن رفع ہو گئی۔ بات فریدی سے کسی پڑائے کیس پر ٹھل کی تھی۔“

ڈی۔ آنی۔ جو چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ یونارڈ والے کیس میں تم فریدی کے ساتھی تھے نا۔  
یونارڈ کا نام سن کر حمید بے ساختہ چونک پڑا۔  
”جی ہاں! ایس اس کے ساتھ تھا۔“

\*  
اُسی شام کو حمید گلوریا کے ساتھ آر لکھنے کے ایک فیلی کیben میں بیٹھا جھکت رہا تھا۔ جب بے دلی سے کسی تفریخ میں حصہ لیا جائے تو اسے جھک مارنا ہی کہیں گے۔ بے دلی کی وجہ گلوریا ہی تھی۔ وہ حسین ضرور تھی مگر دوران گفتگو میں اکثر اس طرح ہوت سکوڑلیتی تھی جیسے چھینک روکنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کی یہ عادت حمید کی جایا تھی جس کے لیے ہم تاثل شاہست ہوئی تھی۔ عمر توں کے معاملے میں اس کے احساسات لارڈ پارٹن کے عجیب ترین احساسات کے کسی طرح کم نہیں تھے۔ وہ اسے طوفا دکارہ برداشت کر رہا تھا۔ فریدی نے اسے خاں طور پر ہدایت دی تھی کہ گلوریا پر نظر کر۔

”تم کیا سوچ رہے ہو؟“ گلوریا نے پوچھا۔  
”تم نے شام کا کوئی اخبار دیکھا ہے؟“  
”میں ہمیشہ صحیح کے اخبار دیکھتی ہوں۔“  
”پچھلی رات کرنل فریدی کی کار شرمار وڑپر بیانی تھی۔“  
اگلی نشست کی پیشتناہ میں ایک خبجو پیروست ملا ہے اور خون کے دھجتے۔  
”اوہ... تو پھر کسی نے حملہ کیا یہیکن کرنل کہاں ہیں؟“  
”کرنل“ حمید طولی سانش سے کہا۔ ”بھجے تو قعے کے آج شام تک ان کی لاش کسی نہیں یافتے میں مل جائے۔“  
”نہیں“ گلوریا چیرت اور خوف سے انگھیں چھاڑ کر یون۔  
”ہاں! اور اب مجھے بھی اپنی زندگی حضرتے میں نظر آ رہی ہے۔“  
”بھید آہستہ سے بولا۔“

”ادر تم یہاں استئمینان سے بیٹھے ہو“ گلوریا کے لیے ہی تحریت تھی۔  
”تمہاری باتیں میری بچھیں نہیں آتیں۔ چلدا گھوٹو۔ میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔“  
”کیوں؟“  
”یہاں تم پر نہایت آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے۔“  
”فکر نہ کرو! میں ڈر پوک نہیں ہوں۔“  
”پھر تمہارے چہرے پر ہوایاں کیوں اُر رہی ہیں؟“  
”مکہیاں ہوں گی۔“ حمید نے بے پرواں کے کہا۔  
”نہیں آج تمہارا روئے پہنچے سے بہت بدلا جاؤ ہے۔“

”تمہارا جو سارے ہی اخبارات نے اس سلے میں تیاس آ رائیوں سے گزی کیا تھا۔“

تھیں لیکن اس نے بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھا۔ حکام بالا کی عام ذہنیت ہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماختوں سے ذہنی طور پر لکھست کھافے کے بعد اور زیادہ جلا جاتے ہیں۔

"یہ بھی ممکن ہے" "جمید بولہ۔

"لیکن تکھلی رات تم ہمارا گئے تھے؟" "جمید جنگل آیا اور اس نے تھیہ کر لیا کتاب بچ نہیں بوسے گا۔" "شرما روڈ کی دوسری طرف البت روڈ پہلان آٹھ پیسی ہے۔ وہاں ہیں ایک ایسے آدمی کو چیک کرنا تھا، جو ایک بار جعلی نوٹ چھانپے کے جرم میں سات سال کی قید مددکت چکا ہے۔ آج کل وہ اٹھ آئت پریس میں حیثیت مشین میں کام کر رہے ہیں۔"

"اس آدمی کو کیوں چیک کرنا تھا؟" "پتا نہیں! فریبی صاحب کبھی مجھے اپنی اسکوں سے آگاہ نہیں کرتے۔" "اور یہ بُری عادت کبھی نہ کبھی اسے پچھتا وہ پُرخور کر دے گی۔"

جمید کچھ بولتا۔ اس کی کچھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح پیچھا چڑھا گئے۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ڈی۔ آئی۔ جی سے کہا۔ "تم میں جلاستہ ہو لیکن مجھے یونارڈ کے کھلے کیس کے متعلق دوسری معلومات بھی درکار ہیں۔ جتنا بھی تھیں یاد آئے کل شام تک لکھ کر میرے پاس بخیج جاؤ۔"

**بلکہ** جمید ذہن پر ناخوشگوار اثرات لے کر ڈی۔ آئی۔ جی کے یہاں سے واپس آیا تھا۔ وہ راستے پھر یونارڈ کے متعلق سوچتا رہا۔ یونارڈ پر یورپ کا ہین الاقوامی شہرت رکھنے والا ہین الاقوامی بلیک میلر ہے پانچ سال قبل فریبی نے تھکرایاں پہنچا ہیں۔ یہ دی یونارڈ محتاجیں نے کافی عرصہ تک پیر فنڈنڈ جیکسن کی حیثیت میں مکمل سرافرازی پر حکومت کی تھی اور پیر فنڈنڈ جیکسن اس کی قید میں سڑک رہا تھا۔ یونارڈ نے زندگی میں پہلی بار فریبی کی وجہ سے جیل کی صورت دیکھی تھی۔ وہ قاتل تھا۔ بلیک میلر تھا۔

لیکن لذن کی پولیس اس کے خلاف ایک بھی قتل ثابت نہ کر سکی۔ اس پر مقدمہ مللا اور اسے عمر قید کی سزا ہو گئی۔ لیکن وہ تین سال بعد جیل سے فرار ہوئے میں کامیاب ہو گیا۔ فریبی نے چند ماہ پیشتر جمید کو اس کے فرار کی خبر سنائی تھی اور خدشہ بھی ظاہر کی تھا کہ یونارڈ ایک بار چھپر مشرق کا رونگ کر کے گا اور آج اخباریں لیڈی

صورت دیکھنی پڑی تھی۔" "بھی اال اب میں بھی بھی سوچ رہا ہوں لیکن فریبی صاحب نے اس دوران ایک بار بھی یونارڈ کا نام نہیں لیا۔" "اس دوران سے کیا مراد ہے تمہاری؟" ڈی۔ آئی۔ بھی نے اسے گھوڑتے ہوئے پہچھا۔

"مطلوب یہ کہ آج سے چار دن قبل کی بات ہے۔" جمید فوراً سنبھل گیا۔ "کیا تم نے بھی اسے دونین دن سے نہیں دیکھا؟" "بھی نہیں۔" "لیکن اس کی گاڑی؟"

"گاڑی وہ چار دن قبل اپنے ساتھ لے گئے تھے۔" "تمہیں یقین ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے ہو؟" "میرا خیال ہے کہ فریبی صاحب بھی اپنے سامنے جھوٹ بولنے کی بہت نہیں کر سکتے۔" جمید نے مکعن کا دبایا۔

لیکن جمید کے اس جگہ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ حکمہ سراغ رسانی کا دبپی انپکر ڈبزل اتنا بدھونہیں ہو سکتا۔

اس نے ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ لوگ جا سکتے ہیں۔" ان کے چلے جانے کے بعد وہ پھر جمید کی طرف مڑتا۔

"اب بتاؤ۔" "کل رات ہم دونوں ساتھی شرما روڈ تک گئے تھے۔" مجھے وہاں سے ایک دوسری جگہ جانا تھا۔ پرد ڈرام یہ تھا کہ فریبی صاحب وہی شرما روڈ پر تھا کہ میرا انتظار کریں گے، لیکن دبپی پر میں نے کار کو اسی حالت میں پایا جس کی روپرست آپ تک پہنچ چکی ہے۔ مگر نہیں۔۔۔ روپرست یہ ہے کہ اس کا ایک دروازہ کھلا ہگا پاپا یا کیا تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے چاروں دروازے شد پائے تھے۔"

"اس کی کیا اہمیت ہے؟" "اس کی اہمیت یہ ہے کہ فریبی صاحب نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ہمارا بھی کئے ہیں۔ آزادانہ طور پر کئے ہیں، ورنہ جلا آور کو کیا پڑی تھی کہ وہ کار کا دروازہ بند کر کے جاتا۔ یقیناً لفظ لفڑی سے:

"بکواس۔" اسے منطقی دلیل نہیں کہیں گے۔ یونارڈ جیسے مجرم حلید باز نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ فریبی اس کی گرفت میں آگیا ہے۔" جمید کے ذہن میں اس لغوارین خیال کے خلاف کی تسلیں

کی طرف اشارہ کیا۔

جمید نے اخبار اٹھایا۔ پہلے صفحے کی ایک فقرہ سے خبر کے گرد سرخ پسل سے بنائے ہوئے حاشیے پر اس کی نظر پر ہی پڑی تھی۔

خبر تھی۔ "کل شام لیڈی پر کاش کو ایک عجیب و غریب خط موصول ہوا ہے۔ خط کوئی گفاظ نہیں کی طرف سے ہے اور اس کی اوت پلائگ عبارت لکھنے والے کے ذہنی فتوڑ کی لفڑی شارہ کرتی ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے۔"

دریلے نے ٹیز میں اس مقام پر چھیباں نہیں پائی جاتی ہمارا جامیں جسے اس اطلاء پر جمید شناختے ہیں۔ آگیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ چیتا رہا۔ "سمجھیں نہیں آتا کہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ پھر اس نے پس زندگی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔" ریکارڈ لیکپر کے خلاف کارروائی کی کی؟"

"جواب... جواب طلب کیا گیا ہے۔"

"جواب طلب کیا گیا ہے۔ اسے اور اس کے ملے کو بست میں ہونا چاہیئے تھا مسٹر۔ پرنسپل نے کچھ نہ بولا۔"

"ڈی۔ آئی۔ جی۔ پھر جمید کی طرف مڑتا اور اس کی روح فنا اور بقاہ کے منے پر غور کرنے لگی۔"

"تم بتا سکتے ہو کہ یونارڈ نے بلیک میلنگ کے لیے

کون سارا تھا خیتار کیا تھا؟"

"جی ہاں طرفی کرتا ہوں" "جمید اپنی پیشانی سے پہنچنے خلک کرتا ہو ایسا۔" ایک اخبار تھا اس تاریخی پر جو یورپ میں بلیک میلنگ کے مختلف طریقوں پر ایک ایک مضمون شائع کر رہا تھا۔ اس میں ان خطوط کے منے دیے جاتے تھے جو لوگوں سے رقم اشیعے کے لیے بلیک میلروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً لکھے گئے تھے، لیکن حقیقت یہ تھی کہ ان ہی خطوط کے ذریعے یونارڈ اپنے شکاروں سے رقمیں وصول کیا کرتا تھا۔ اسٹاٹس کے لیے وہ مضمون اسی کا ایک آدمی لکھتا تھا۔"

"تم نے آج صبح کا کوئی اخبار دیکھا؟"

"جی ہاں۔"

"لیڈی پر کاش کے متعلق خبر دیکھی تھی۔"

"جی نہیں! مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ پورا اخبار دیکھ سکوں۔"

"و دیکھو؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے میر پر کھے ہوئے اخبارات

"اس کیسے متعلق کچھ معلومات فراہم کر سکو گے؟" "معلومات... جی ہاں... مگر۔"

"بات بہت پرانی ہو گئی؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے صوالیہ انداز تک پوچھو۔ اس کا جگہ پورا کر دیا۔

"جی ہاں! اگر لیکارڈ روم سے۔"

"کیس بیگ نکلوایا جائے تو۔ میں پھر کیا تم سے خاک پھوٹوں گا؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے صوالیہ انداز مار کر بولا۔ "سب سوتے رہے ہیں۔ یونارڈ کا کیس بیگ

دریلے نے ٹیز میں اس مقام پر چھیباں پائی جاتی ہمارا جامیں جسے اس اطلاء پر جمید شناختے ہیں۔ آگیا۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ چیتا

رہا۔ "سمجھیں نہیں آتا کہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ پھر اس نے

پس زندگی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔" ریکارڈ لیکپر کے خلاف کارروائی کی کی؟"

"جواب... جواب طلب کیا گیا ہے۔"

"جواب طلب کیا گیا ہے۔ اسے اور اس کے ملے کو

بست میں ہونا چاہیئے تھا مسٹر۔ پرنسپل نے کچھ نہ بولا۔"

"ڈی۔ آئی۔ جی۔ پھر جمید کی طرف مڑتا اور اس کی روح

فنا اور بقاہ کے منے پر غور کرنے لگی۔"

"تم بتا سکتے ہو کہ یونارڈ نے بلیک میلنگ کے لیے

کون سارا تھا خیتار کیا تھا؟"

"جی ہاں طرفی کرتا ہوں" "جمید اپنی پیشانی سے پہنچنے

خلک کرتا ہو ایسا۔" ایک اخبار تھا اس تاریخی پر جو یورپ میں

بلیک میلنگ کے مختلف طریقوں پر ایک ایک مضمون شائع کر رہا تھا۔ اس میں ان خطوط کے منے دیے جاتے تھے جو

لوگوں سے رقم اشیعے کے لیے بلیک میلروں کی طرف سے

وقتاً فوقتاً لکھے گئے تھے، لیکن حقیقت یہ تھی کہ ان ہی خطوط

کے ذریعے یونارڈ اپنے شکاروں سے رقمیں وصول کیا کرتا تھا۔

اسٹاٹس کے لیے وہ مضمون اسی کا ایک آدمی لکھتا تھا۔"

"جی ہاں۔"

"لیڈی پر کاش کے متعلق خبر دیکھی تھی۔"

"جی نہیں! مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ پورا اخبار دیکھ سکوں۔"

"و دیکھو؟" ڈی۔ آئی۔ جی نے میر پر کھے ہوئے اخبارات

پر کاش کے متعلق خبر دیکھ کر اُسے بھیں آگیا کہ بچھے پندرہ ماہوں کی وارڈ اُتوں میں لیونارڈ کے علاوہ اور کسی کا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اُسے پانچ سال قبل بھی لیونارڈ نے یہاں کے بڑے گھرانوں کی عورتوں کو بیک میل کرنے کے لیے اسی قسم کے انوکھے طریقے اپنادیکھتے۔

بچھا لکھ کھلا ہوا تھا اور دشمنوں کی کنسروالی خونکل کی بیشن کی پیاوٹ نہ  
میں پیکر لگا رہے تھے جیسے ہی جیسی کی کار اندر دخال ہوئی۔ چون کیدار  
بچھا لکھ بندگ کے شاگرد بیش کی طرف چلا گیا جیسے کار کو لیج راح میں  
ڈال کر وہ سری رہتا کہ بچھا لکھ پر کوئی نادری کی اور کسی نہ تھے بچھا لکھ  
ہلماً شروع کر دیا۔ جیسے کہ بچھا لکھ کا کہ اس وقت کوئی ہو سکتے نہ ہے؟  
بارہ نجح نکلے تھے۔ پھر وہ بچھا لکھ کی طرف بڑھتی رہتا کہ سکتے  
میں قاتل کی آواز کو بُخی اور صاحبہی ایک پیچھے سنان دی۔ جیسے کسی  
عورت کی تھی جیسے تھا بچھا لکھ کی طرف دروازہ اٹھا لیکن قبل  
اس کے کو وہ قریب پہنچتا کہ فرستے پھرتی ہوئی انہوں نے میں  
خاپ بہرگئی۔ جیسے چون کیدار کو آوازیں دیتے دکا۔ بچھا لکھ کے  
تھا لے کی کئی بُخی آسی کے پاس تھی۔ صرف چون کیدار بکھر دو تو کبھی درڑتے  
ہوئے بچھا لکھ کی طرف آئے۔

پچاہک کھو لو جلدی یا چیدی یو کھلانے کے لمحے میں یوں۔  
پچاہک کے مکملتے ہی اس نے مارٹی سوٹ کی پچاہک  
سے صرف تین قدم کے فاصلے پر کوئی محنت نہ کے بل پڑی  
ہوئی تھی۔ اس کے چمپ پناختی رنگ کا رشی اسکرٹ تھا جیسے  
کے جھک کر اسے بیدھا کیا اور اس کے ہنڑے سے ایک تھوڑے سی  
آواز لکھ لگی۔ مگر یا تھی۔ تھوڑی درجہ کلور یا درانگ کے زور کے  
ایک سونے پر بے ہوش پڑی تھی اور چیدی کے ہوش میں لانے کی  
کوشش کر رہا تھا۔ اس کا ذہن اس فائز میں ابھا ہوا تھا جسکی آواز  
اس نے سنتی تھی مگر مکلور یا کے چمپ پر کہیں بھی کوئی زخم نہیں تھا۔ ہوش کے  
اس کے بے ہوشی خوف کا پیغمبری ہو۔ آدھے گھنٹے کے بعد مکلور یا کو  
ہوش آگیا اور وہ بوجھا کر انہے بیٹھی۔ پہنچے وہ مجرانہ ہوئی نظروں سے  
چاروں طرف دیکھتی رہی پھر کھڑی ہو کر یا گلوں کی طرح اپنے جسم پر  
ماہنگہ نہ کر

لگ پیشستی۔  
و کوئی نہیں لگی۔ تجھیر آپتے سے بولنا۔ وہ میں کی حرکات و سکنیات  
کو بہت خوب سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز میں کوئی کلور یا اس حرکت  
اچھل بڑی جیسے اسے اس کی موجودگی کا علم می نہ رہا۔

”اورہ۔ مانی دیکھ کر پیش“ وہ اچھل کر اس پر آ ری اور محمد  
ایک ملروٹ ہٹ لھی نہ سکا۔ یہ مونگکہ الی ہمتوڑت ہیں وہ دلوارے

شگرائی۔

"نگے چاو۔ نگے چاو" وہ اکبڑے نگے پر ترب  
کی طرح ہانپر ہی ہی، جو کسی بارے کے پیچے سے آٹھاتا چھوڑ  
گا جو۔

کیا تھے "میراں" کو اور

میں خطرہ محسوس کری بچل۔ وہ بھے مازروں میں لگے  
تک اپنے تک نہیں دھوکا دتی رہوں۔ بھے بھاؤ میں سب  
کھستاؤں گی۔"

لے گئی۔ جبکہ ایک سال میں سال اور اٹھ کر ان  
گھنٹیوں کے بین دبلانے لگا، جو نوکروں کے کوارٹر میں بھی  
ہوتی تھیں۔

میں مہر و نہ روہ کلور یا کی طرف مرد کو بولا جیسیں اپنی منشا ہوں  
دوست کے اندر سارے فوکر پر آمد ہے یعنی  
اسٹھ ہو گئے۔ یہ تعداد میں آنکھاتے۔

”چاہوڑ تھم لوگ را مخفیں لکال لوا اور کیا وہندہ ہیں کہیں جا  
مخفی پیار کے لکھاں بلوہ سے خیال رکھتا اور انگر کوئی کیا وہندہ ہیں  
ڈاٹل ہونے کی کوشش کر سے تریپلر لیخ گوئی مار دتا۔“

نکروں نے پہلی بار فردی کی کوئی میں اس قسم کا حکم شناختے  
وہ ایک دوسرے کی طرف دنکھ کر پہلیں چپکا نہ گئے۔

”جاوی علی کرو“

”آپ ہیں کچھ نہیں پتا نہیں گے“ فریدی کے مخصوص  
خادم شریعت نے بوجھا۔

”میں جو کچھ کہر رہا ہوں اُس پر عمل کرو یا“ حمید نے سخت  
لیکھ لیا۔ ”آخوندرا الفیض نکال لو جاؤ۔“

وہ سب پڑے گئے۔ کلودیا دروازے میں ٹھری ٹھری لہر کے  
سالنیں نہ رہیں تھیں۔ حیدا کی طرف ٹھٹا اور وہ پھر دراٹنگ  
رُوم میں پڑے گئے۔

الآن أكتب شيئاً في "الجديد" ولكنني أكتبه بغير إيميل.

کیا خداو جے ستمتھ نے را لفظیں بی

چھوڑ دیتے ہمارا جن رات کا تھیں ہے۔ لہر عالی اب تک

چشمی بھولی میں اک پر بھریں کہیں کروں گا۔

"تمہاری مرضت" محدث کے سوانح کے لئے

"خدا کے لئے بکار ورہ میں قسطنی نا دانشگی میں اس ساتھ  
کاشکار ہوئی بُرل" ۲

”اگر یہی سچی بات تھی، جو تم اپنے کہنے جا رہی ہو تو پہلے بتا دیئے میں کیا صرف تھا؟“

”اوہ۔ تم سمجھتے نہیں۔ پہلے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ میں جسی مار قابلِ جاؤں گی؟“

”کیا اس وقت کوئی تمہارا تعاقب کرتا ہوا آیا تھا؟“

”ہاں۔ آرے پچھو سے اٹھ کر میں سیدھی گھر گئی۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ اس لیے میں پیاری ہی پل پڑی تھی۔ کچھ دُور پہنچنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی میرا تعاقب کر رہا ہے۔ اُن کی خطرناک آدمی تھا۔ ابھی تک اس کی شکل میرے ذہن پر مسلط ہے۔ اس کی آنکھوں میں درندہ کی تھی۔ وہ بچ مجھ آدم خور معلوم ہوتا تھا۔ میں گھر آگئی اور میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ وہ یاہر کھڑا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری روح رُزگاری۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ گھریں گھٹیں آنے کے لیے موقع کا مشغول ہوا پھر میں ایک لمبی بھی ضالع لیکے بغیر دوسری طرف کے دروازے سے نکلی اور تقریباً دوڑتی ہوئی شیکسیوں کے اڈے کے پر تیج کی ایک بیوی میں ایک ٹیکی پر بیٹھ رہی تھی۔ میں نے ہڑا کر دیکھا اور میری جان لکھ گئی کیونکہ وہ بھی ایک بیکسی کے قریب کھڑا تھا۔ میں جائی تھی کہ مجھے صرف تمہارے ہی پاس نیاہ مل سکتی ہے۔ میں بیہاں بہنچی اور پھانک کھو لئے کی کوشش کر رہی تھی کہ کسی نے مجھ پر فائز کیا۔ بھیر مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد کسی سُوا“

کیا فائز اسکے سے ہوا تھا جس پر تمہاراں تھیں؟“  
”میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ فائز طرف  
کے ہوا تھا؟“

”بھرنا اپنے مہر تے بھی وہ سکسی حل پیپی تھی جس پر تم آئی تھیں۔“  
”ہو سکتا ہے کہ فارڑا سکسی سے ہجوا ہو۔“  
”کہاں ہے وہ؟“ اس وقت قوت خون میمار کے تھوڑا حصہ تھا

پہاں آ رہی تھی؟ ”  
”مرا فیصل ملتا کہ لے کر بیوی کو کم : ایک دوسرا نی سلسلی تھوڑا بھی

فیصلے سے پر امداد فیض کریں گے۔

مکھ جوڑنیں ہیں میں بنا شت پر زار دینے کے

باد جو دیکھ لے تو نہیں بیٹھا سکتے اور وہ پہاڑ کے ساتھی گئی تھی یا نہیں۔

لچیں ابھی بُرائی کیہاں کی جائے نہ لجوٹ آوری

مُطْوَرِ بِأَجْنِدَةِ مُهَمَّاتِ الْمُلْكِ وَدِيْنِي رَبِّيْ بِعِزْمَتِيْ بِكَفَلِيْ

"جنی قید سے کیا مراد ہے؟"  
"یہی کہ جت تک ہم اصل جرم کو نہ پڑالیں، تم ہمیں اسی مدد  
سے رہو گی۔"

"اور تم اسے قید کہتے ہو؟" "گلوریا مسکرا کر بولی۔" "تم اگر دھکے  
دے کر نکالو۔ تب بھی یہاں سے نہیں جاؤں گی۔"  
حیدر کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھیں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے؟  
استخیں ایک نوکر کے میں داخل ہجما۔ اس کے کامنے سے رانفل ٹکی ہری تھی۔

"صاحب ہمیں کتنی دیر تک اسی طرح رہتا ہے؟"  
"سامری رات۔ بہاگ جاؤ۔" حیدر جلا کر بولا۔  
"مگر کنل صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ اس کی مزدورت نہیں"  
"مکنل صاحب" حیدر اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔"

"وہ کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں۔"

حیدر گلوریا کو دن انگ روم میں چھوڑ کر تقویباً درست کیا۔ فریدی شب خوابی کے کرنے نک آیا۔ نوکر کا بیان درست تھا۔ فریدی شب خوابی کے بساں میں تھا اور غائب اسوئے کی تیاری کر رہا تھا۔  
"کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے؟" فریدی اُسے دیکھ کر بڑا بڑا۔  
"ہنگامہ" حیدر پناہ پری ہوڑت بھیجنے کر بولا۔ "شاید وہ کچھ اور بھی کہنے جا رہا تھا لیکن فریدی نے با تھا اخبار کا سے لداک دیا۔  
"اب وہ کیا کہتی ہے؟"  
"آپ اندکس طرح آئے؟"

"پیروں سے چل کر اتم میری بات کا جواب دو۔" فریدی  
خشک یخے میں بولا۔  
حیدر چند لمحے اُسے گھوٹا رہا پھر گلوریا کی بیان کی ہرگز  
داستان دہرا دی۔ حیدر کے خاموشی ہو جانے کے بعد بھی فریدی  
کچھ نہ بولا۔

"اب آپ فرمائی کہ سب کیا تھا؟ آپ ہمیشہ مجھے  
تاریکی میں رکھ کر ذلیل کرتے ہیں؟"  
"آئندہ اُجاۓ میں ذلیل کرول گاطنی رہو۔" فریدی مسکرا  
کر بولا۔

"ڈی۔ آئی۔ جی آپ سے باہر ہے۔ ریکارڈ روم سے  
یونارڈ کا کیس بیگ غائب ہو گیا ہے؟"  
"کیس بیگ" فریدی نے حیرت سے کہا۔

پتا نہیں تھا۔ وہ بار بار پائیں باغع میں پھیلے ہوئے اندر ہی میں  
اٹھیں گاڑتی تھی۔ سر پر کاش اس وقت کوئی میں موجود نہیں تھے،  
ورز وہ بھی اُسی کے ساتھ ہٹلتے ہوئے نظر آتے۔ وہ اسے بے حد چاہتے  
تھے، وجد یہ تھی کہ وہ اس سے دو گنی عمر کے تھے باشاید  
اس سے بھی زیادہ۔ لیڈی پر کاش زیادہ سے زیادہ بچھیں  
سال کی رہی ہو گی لیکن قدرت کی صفاتی کا ایک بہترین منور۔ وہ مرمر  
سے تراشنا ہوا ایک بُک ساجھرہ معلوم ہوتی تھی۔ اس نے بھر سام  
اپنی کے خلاف انزال حیثیت عرفی کا داعمی تواریخ کر دیا تھا لیکن  
ذ جانے کیوں اخبار کی وہی بھراں کے ذہن میں منتظر برپا کیے ہوئے  
تھے۔ وہ بڑا دے سے پراندروٹ کی۔ فون کی گھنٹی نجح رہی تھی۔ اس  
لئے رسیدور اٹھایا۔

"ہیلو"

"کون بول رہا ہے؟"

"لیڈی پر کاش"

"آج تم نے اخبار میں فردی کی۔ ذرا سوچنا تو وہ آدمی کتنا چالاک  
ہے جو تمہارے متعلق اتنی معلومات رکھتا ہے، ایک بارہو یا تانیں  
میں تھم اُس سے دوچار ہو چکی ہو۔ وہ ساری معلومات ایسے ہی  
انوکھے انداز میں کسی اخبار کی زیست بھی بن سکتی ہیں اور تصور یہ تو  
ایسے موقع پر مفت تلقیم کی جاتا ہے۔ اچھا شب بخیر ڈسری ہلن  
سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا لیڈی پر کاش بدھواں ہو کر ایک لگ کی میں  
بڑھی۔

حیدر گلوریا کو گھوڑا رکھا۔

"اور اگر تمہارے بتائے ہوئے تھے وہ آدمی نہ ہلا۔" اس  
نے کہا۔

"اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ کنل میں سے  
آدمیوں پر چل کرنے کے لیے گروہ چاہئے۔ جرم یقیناً انتہائی دلیر اور  
چالاک ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ اسے اس بات کا علم ہو کر میں اس کے  
ٹھکانے سے رافت ہو گئی ہوں۔ نہیں مجھے یقین کے ساتھ کہنا چاہئے  
کہ اس کا علم ہے، ورنہ مجھ پر ٹھکیوں ہوتا؟"

"تم پر چل" حیدر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ دیر فاموش رہا پھر  
بولا۔ "نہیں تم مجھے مطمئن نہیں کر سکتیں۔ تم نے اس درمیان میں کسی  
ٹک بیدے میں۔ میں کس طرح یقین رکوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کلامی  
کسی سازش کا نتیجہ ہو۔ اس طرح جرم ہمیں ہم سے قریب رکھنا چاہتے  
ہوں۔ نہیں ہمیں میری بھی قیدیں رہتا ہو گا۔"

"اوہ۔"  
"لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ تھیں مارڈا نے پکیوں ٹل کرنے ہیں؟"  
"میں کیا بتا سکتی ہوں؟"  
"تم اُن سے واقعہ نہیں ہوا"  
"میرے قلبی نہیں"  
"بھر مارڈا نے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"  
"اوہ ڈیڑا! میں نے اس قسم کی بہتری داستانیں پڑھی  
ہیں۔ وہ ایسے آدمیوں کو مارڈا نے ہیں جو ان کے ایک آدمی کا  
ہوتا آشنا ہوا"  
"یعنی؟"

"ظاہر ہے کہ میں اس فوٹو گرافر کو دوبارہ دیکھتے ہی سچاں  
کوں گی؟"  
"تم نے ڈیلی، آبزور کے دفتر کے چیز فزور لکھنے ہوئے؟"  
"حیدر کی آنکھوں میں دیکھتا ہو گلا بلا۔"

"تعددی بات ہے۔ میں اپنی گردن فزور چھڑانا چاہوں گی۔"

"لیکن وہ وہاں نہیں ملا"

"لیکن کیا؟"

"وہ فوٹو گرافر نہیں ہے۔"

"تو تم نے اسے تلاش کر لیا ہے؟"

"میں نے اسے تلاش کر لیا ہے اور شاید اسی لیے... اب  
وہ مجھے ختم کر دیا چاہتے ہیں۔"

"وہ کون ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔ لیکن اس کے ٹھکانے سے رافت ہوں۔"

اب اس کے چہرے پر گھنی موچیں ہیں"

"بہت چالاک معلوم ہوتی ہو۔" حیدر چھڑا کے شکوہ نظلوں  
سے دیکھنے لگا۔

"نہیں اس کی سب سے بڑی سچاں اس کی انگلیاں تھیں۔

میں نے اسی انگلیاں بھی نہیں دیکھیں۔ یہی کی انگلی کے علاوہ اور

ساری انگلیاں ایک جیسی لمبائی رکھتی ہیں۔ حقی اُنچھی انگلیاں بھی

قریب قریب پہلی بھی انگلیوں کے برابر ہوں گی۔"

حیدر کچھ نہ بولا۔ وہ خالی فالی آنکھوں سے اسے

دیکھ رہا تھا۔

لیڈی پر کاش اپنی کوئی کوئی قیدیں رہتا ہو گا۔

رات کے دونوں بجھے نہیں، لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا کوسوں

رہی۔ لیکن تم نے کل رات اسے دوسرے طریقے سے آنکھوں  
یا میں تھیں کس طرح یقین دلاویں کریں تھیں پہلے سے جاتے  
ہوں۔ میں تھیں بہت قریب سے دیکھتی رہی ہوں۔ تھماری  
دوستی کی خواہش مند تھی مگر تم عموماً اپنے طبقے کی عورتوں میں  
اٹھتے بیٹھتے تھے، میں ایک غریب لڑکی تھی اس لیے کبھی  
ہمت نہیں کر سکی، جو کچھ مجھے کہنا تھا کہ ہے جو بتاؤ چاہو  
کرو۔ میں تمہارے ماخنوں مرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔"

حمدہ سے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ جب وہ اپنی داستان  
ختم کر چکی تو اس نے کہا۔ "اب میں اس سچی بات کا منتظر  
ہوں، جو تم مجھے کل بتاؤ گی۔"

"تمہاری مرضی" گلوریا مالیو ساز انداز میں بولی اور اس  
نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"اگر میں تمہاری داستان پر یقین رکھوں تو ایک دوسرا  
سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔" "فوٹو گرافر کو دوبارہ دیکھتے ہی سچاں  
کوں گی؟" "وہ کیا؟" گلوریا آنکھیں بند کر دیے دلی سے بولی۔

"کارتوں... رانفل کا تھا اور رانفل ایسی چیز نہیں  
جسے کوئی فوٹو گرافر اپنے کیہرے میں چھپا سکے۔"

"ہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔" گلوریا پاکر بولی۔ اس  
کے پاس ایک کیہرے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر میں  
کہتی ہوں کہ آخر وہ کارتوں غسلی نے میں کیوں پھینک دیا گیا۔  
کیا رانفل سے غالی کارتوں نکالے بغیر وہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔

"اب خود تم نے ہی ایک دوسرا سوال بھی پیدا کر دیا۔"

حیدر مسکرا کر بول۔ "منہیں تم خود سوچو! آخر اس کا کیا مطلب؟ کیا کوئی آدمی  
جان بُو جھ کر بھے پوسیں کے چکر میں پھنسنا چاہتا ہے؟"  
"میں تم کسی اہم شخصیت کی مالک ہوں؟"

"پھر کوئی تھیں پھنسنا نکیوں چاہے گا۔ کیا تمہارے سے جیل

جاتے ہے کسی کوفا نہہ پہنچ سکتا ہے کسی ایسی عورت کا نام لو جو  
تمہاری قریب ہو۔"

"میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتی۔" مگر بھر کارتوں..."

"کارتوں... جلدی میں رہ گیا۔ فائز کرنے والا اسے چھپا

کر ہی نیکی میں لایا ہو گا۔ چھپا کر ہی والی لے گیا ہو گا۔ چھپا کر  
لے جاتے کے لیے اسے نال اور گندے کے کو اگ کرنا پڑا ہو گا۔ لہذا  
کارتوں کا گر ناضر دری ہے۔"

کے لیے پلک کال بودھی سے قون کاتا ہوگا۔”  
”ٹھیک نہ ہوتے ہو۔“ ڈی۔ آن۔ جی سر ہلاک بولا۔“ لیکن ہر تم نے اپنی اور اس کی گفتگو کیوں ریکارڈ کرائی ہے؟“

”دیکھیے جرمون تک ہم صرف یہی پر کاش ہی کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں اگر میں ابھی جا کر اس سے کچھ پوچھا چاہوں تو وہ قطعی لا علیم ظاہر کر دے گی اور اس خیال کا مضبوط اڑائے گی کہ کوئی اس سے پلک سیل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ ریکارڈ پہر حال اُسے راہ راست پرے آئے گا۔“

”ٹھیک ہے! اچھا۔ اپ فریدی کے متعلق کچھ بتاؤ۔“  
”مجھ میں نہیں آتا کہ ان کے متعلق کیا عرض کروں؟ مجھے ابھی تک اُن کی طرف سے کوئی پیغام نہیں ملا اور نہیں میں یہی جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں گے محفوظاً ہوں گے۔“

”مگر اس کے طریقہ کار سے میں بھی عاجز آگیا ہوں ہر موقع پر اس قسم کا غیر ذائقہ دارانہ روایہ درست نہیں معلوم ہوتا۔“  
”حضور والائیستھنی ضرور ہے، مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اپنی زندگی کی خفاقت کرنے کے سلسلے میں اکثر غیر قانونی طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اس وقت فریدی صاحب کی زندگی اور حکومت کا سوال ہے۔ لیونارڈ یا وہ جو کوئی بھی ہو اسیں ہر قیمت پر ختم کر دینے پر شکریہ ہے۔ اپ خود غور فرمائیے۔ ایسی صورت میں ڈی۔ آن۔ جی۔ پچھڑ بولا۔ لیکن اس کے چیز سے پر کیدل کے اشارت ہے۔ پچھڑ دیر تک خاموشی رہی پھر ڈی۔ آن۔ جی۔ سرکی جیش سے اُسے جانش کا اشارہ کرتا ہوا میز پر پھیلے ہوئے ہزارے کاغذات کی طرف مستوجہ ہو گیا۔

حمدان کا سول میں سے ایک کو پائی تکمیل تک پہنچا چکا تھا جو اسے پچھلی رات فریدی نے بتا تھے، لیکن ابھی دو اور باتی تھے جن میں سے ایک قطعی ہے سرو پا اور کسی ایسے دماغ سے متعلق معلوم ہوتا تھا جس میں فتوہ بہرہ پچھلی رات اُسے توقع تھی کہ اچھے صحیح فریدی سے ناشستہ کی میز پر ضرور ملاقات ہو گی، لیکن وہ نہشہ اور ہر سے بھی پھر کیسی علاجی تھا۔ اُس نے ہمید کے لیے ایک تحریر اس غرض سے پھر کیسی علاجی تھا۔ اُس نے ہمید کے لیے ایک تحریر نہیں لکھا تھا کہ وہ پھر کب اور کہاں ملے گا، ہمید ٹھیک چار بجے گھر سے روانہ ہو گیا، جو کام اپ اُسے کرتا تھا وہ اپنی نو عیت کے اعتبار سے عجیب تھا اور اس کا عقدہ کہ اُنکم اس کی محجوں سے باہر نہ تھا۔ پہر حال

”میں سب کچھ جانتی ہوں ماصھافی الحال مجھے معاف کیجیے۔“  
میرے بیہاں بھان ہیں۔ میں پچھوپا بڑوں گی۔ وہ انجام میں پسند نہیں کروں گی جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے؟“  
”اصھا لیکن بہتہ جلد۔ میں زیادہ انتشار نہیں کروں گا۔“  
یہی خاموشی سے اندر چلا آیا تھا۔

”لیکن پر کاش رسیدور رکھ کر پچھڑ دیوں ہیں مکھی بھی پھر اخترستے ہوئے قدموں سے باہر چلی گئی۔“

محمد فون کا رسیدور رکھ کر ڈی۔ آن۔ جی کی طرف مڑا۔ وہ اس وقت حکم سرا غرسانی کے آپریشن روم میں تھے اور ہمید نے ہمیں سے لیڈی پر کاش سے فون پر گفتگو کی تھی اور سا تھی سا نہ ان کی لفتگو ریکارڈ بھی ہوتی گئی تھی۔ پچھنچا رہ منت کے اندر ہی اندر اپریشن نے یکاڑہ تیار کر کے لگا فون پر رکھ دیا۔ ڈی۔ آن۔ جی نے ریکارڈ میں کو تھیں آمیز نظاروں سے ہمید کی طرف کیجا۔

”فریدی نے تھیں بہت اچھی ٹریننگ دی ہے۔“  
”حمدید کوں جواب دیئے کے بیانے شریئے اتداز میں کلارا۔“  
”اچھا! میرے افس میں آؤ۔“  
آفس میں پہنچ کر ڈی۔ آن۔ جی نے ایک گزی کی طرف اشارہ کیا اور جب وہ خود پیچ گیا تو ہمید نے بھی اس کی تقیید کی۔

”اس گفتگو سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہنچے بھی کوئی اس کے متعلق اُس سے لفتگو کر چکا ہے۔“

”جی، ہاں یہی معلوم ہوتا ہے۔“  
”جب تو ہم اسے آسانی سے پہنچ سکے گے۔“  
حمدید نے دم نہیں پوچھی۔ ڈی۔ آن۔ جی نے خود کہا۔ ”لیڈی پر کاش کے فون سے ایک دوسرا فون لفت کرایا جائے۔ اور ایک آدمی ہر وقت اسے اٹھا کرے۔ جب کوئی بھی اس قسم کی کال لیڈی پر کاش کے پاس آئے ہم فوراً بھی انکو اڑی سے دریافت کریں کہ وہ کال ہماں سے آتی تھی۔“

”میں فوراً بھی کچھ نہیں بولا۔“  
”لکھوں؟“ ڈی۔ آن۔ جی نے اس سے رائے طلب کی۔

”مگر دشواری یہ ہے جناب والا۔“ ہمید خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

”ہاں ہاں اکپوکی دشواری ہے؟“  
”اگر انکو اڑی نے کسی پلک کال بودھ کا حوالہ دیا تو۔“  
”بُنی!“ ڈی۔ آن۔ جی پچھڑ سوچنے لگا۔  
”لیونارڈ ایسا خطہ کبھی نہ مولے گا۔ اس قسم کے کاموں

”پھر بھی آپ۔۔۔“  
”ہاں! لیکن اس ڈرائی میں دلیں کاروں میں ادا کر رہا تھا اور جس وقت تم اُسے پہنچا کر اندر لارہ پہنچتے ہیں بھی خاموشی سے اندر چلا آیا تھا۔“

”فریدی خاموش ہو کر مسکانے لگا۔“ یہ حال ہے تمہارا۔ اگر حقیقتاً حملہ اور میرے علاوہ کوئی اور ہوتا تو تمہارے یہ انتظامات رکھ رہ جاتے۔“

”لیکن مجھے ڈی۔ آن۔ جنکی چھٹیں میں سئی پڑی ہیں۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟“ ہمید فجنگلا کر بولا۔

”پرو است کرد۔“  
”ہاڑا بال پتھے دار ہوتا تو واقعی پرواز کرتا۔ مجھے آپ۔۔۔“

”میں سب کچھ سمجھ گیا۔ لڑکی کوئی الحال میں رکھو۔ لیکن۔۔۔“  
”خیڑا۔۔۔ خیڑا۔“ ہمید نے فریدی کا چھپ پورا کرنے کے لیے بکنا شروع کر دیا۔ اُسے اپنی ہمیں سمجھنا اور سکد و فقرہ وغیرہ۔

”یکواں مت کرد۔ جو کچھ تھیں کہوں اس پر عمل کرو۔“ فریدی نے کہا اور مکھ کر دروازہ بند کر دیا۔  
کمرے میں کافی دری تک ہلکی ہلکی سرگوشیاں گوچھی رہیں۔

\*  
”دوسرے دن لیڈی پر کاش کی سالگرو تھی۔ پھر بھی کوئی ہمیں نہیں۔“  
”یہ اس کے آدمی بھی ہے کہ نہیں۔“ دُنیا کے گوشے کھڑے ہیں اس کے آدمی بھی ہے کہ نہیں۔ ہمیں آگر اس نے دوپارہ ہمیں منظم کر دیا۔“  
”پچھڑ دیر خاموشی رہی۔“ پھر ہمید نے کہا۔ ”گلوپیا کے بیان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟“  
”یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔“

”لکھوں؟“ دوسرا طرف سے آواز آتی۔ ”لیڈی پر کاش۔“  
”جی، ہاں۔۔۔ آپ کون ہیں؟“  
”جواب میں بالکل اتفاقہ سنا دیا چڑاواز آتی۔“ دریا سے نیپر کی چھپلیوں میں سے ایک۔

”ویکھیے! میری درخواست سئینے۔“ لیڈی پر کاش نے لپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔“ میں سر دست اتنی بڑی رقم کا انتظام نہیں کر سکتی۔۔۔ رجم کیجیے۔“

”سر پر کاش اپ بچی ہے۔“ دوسرا طرف سے آواز آتی۔  
”ٹھیک ہے!“ لیکن میں انہیں کیا بتاؤں گی۔ کیا بہاذ کوں

گی۔ تین لاکھ بہت ہوتے ہیں۔“  
”کوکوشش کرو۔ دردناک جام تم جانتی ہو۔“

”جی، ہاں کسی بیگ۔ اسی بیاد پر ڈی۔ آن۔ جی نے لیونارڈ کی والیسی کے متعلق سوچا ہے اور پھر اج کے افوازات میں لیڈی پر کاش کے متعلق ایک خط شائع ہوا تھا۔“  
”ہاں میں نہ ڈیکھا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ لیونارڈ ہماری سر زمین پر قدم رکھ چکا ہے اور ہر سکتا ہے کہ جو پر دھکا اسی طرف سے ہو گا۔“  
”میں پچھلی رات کے ہلکے کے متعلق ہاتا چاہوں گا۔“  
”پچھلی رات بھی جلد ہوا تھا لیکن وار خالی گیا اور جلک اور میری۔“  
”گرفت میں آئنے کے بعد بھی بکھر گیا۔“

”لیکن سیت پر خون کیسا تھا؟“ آپ تو مجھے زخمی بھی نہیں نظر آتے۔“  
”جھے پتا نہیں۔ ہر سکتا ہے کہ جلا آدھی زخمی ہو گیا ہے۔“  
”میں نے اس کی گزین کیڑی تھی۔“

”کیا خیال ہے؟“ کیا لیونارڈ بیٹا خود جعلے کر رہا ہے؟“  
”نہیں!“ اس کے آدمی کے ساتھ اسکی بیانات میں کوئی توجہ نہیں کرتا۔“  
”میں کافی دری تک ہلکی ہلکی سرگوشیاں گوچھی رہیں۔“  
”میں کے آدمی بھی نہیں۔“

”کیا اس کے آدمی بھی موجود رہے ہیں؟“  
”نہیں۔“ اس کے آدمی کے ساتھ اسکی بیانات میں کوئی توجہ نہیں کرتی۔“  
”کیا اس کے آدمی بھی نہیں۔“

”کیا دوپارہ ہمیں منظم کر دیا۔“  
”پچھڑ دیر خاموشی رہی۔“ پھر ہمید نے کہا۔ ”گلوپیا کے بیان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟“  
”یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔“

”لکھوں؟“ کس طرح یقین کر دیا آپ نے؟“ اس سے پہنچے ہو تو مختلف قسم کے بیانات۔۔۔ مگر کہاں؟“ میں نے پچھلی رات کی باتیں تو آپ کو بتائی ہی نہیں۔“ دہ اسکم کی صیحت میں بھی میری اصلاحیت سے واقعہ تھی۔“

”یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔“  
”لکھوں؟“ کس طرح یقین کر دیا آپ نے؟“ اس سے پہنچے ہو تو مختلف قسم کے بیانات۔۔۔ مگر کہاں؟“ میں نے پچھلی رات کی باتیں تو آپ کو بتائی ہی نہیں۔“ دہ اسکم کی صیحت میں بھی میری اصلاحیت سے واقعہ تھی۔“  
”میں یقین کرنے کے لیے بتاں ہوں ہوں۔“ ہمید نے مفکرانہ اندزا خیتار کرنے ہوئے کہا۔ ”کیا یہ ممکن نہیں کہ جل جی ایک ڈراما ہو۔“

”ڈیکھ کر دیکھ کر دیکھ دیا۔“ لیکن یہ بیان جواب نے اس وقت دیا ہے اس طبعی درست معلوم ہوتا ہے۔“

”ٹھیک ہے!“ فریدی سر ہلاک بولا۔“ لیکن یہ بیان جواب نے میں یقین کرنے کے لیے بتاں ہوں ہوں۔“ ہمید نے مفکرانہ اندزا خیتار کرنے ہوئے کہا۔ ”کیا یہ ممکن نہیں کہ جل جی ایک ڈراما ہو۔“

”ڈراما تھا!““ ڈراما تھا!“

بچے سے اور پتک اس کا جائزہ لیا اور اس کا یہ انداز کافی تھی۔ ایمیز  
تحا۔ غالباً انگریز نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔

”اب پوچھیے! مسٹر بلدن سے؟“ مسٹر دارز بولی۔

”میں تم سے پوچھتا ہوں۔ اگر یہ تمہارے گواہ ہیں تو ان کی  
ضورت عدالت میں پیش آئے گی۔“

”لیکن میں کم از کم حقیقت تو ظاہر کریں جوکوں کا؟“ مسٹر بلدن  
مشکل کر لے۔

”میں اُسی سے گفتگو کروں گا جس کے خلاف روپرٹ بخواہی  
کرنے ہے؟“

”رپورٹ کس نے بخواہی ہے؟“ بارن نے پوچھا۔

”کسی مسٹر فلان نے؟“ مسٹر دارز نے جواب دیا۔

”فون ہے تمہارے یہاں؟“ بارن نے مسٹر دارز سے  
پوچھا۔ حمید نے اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چکدیکی۔

”جیں؟“  
”اچھا تو میں پیسی استیشن سے معلوم کرتا ہوں یہاں  
نہ کہا اور باہر چلا گیا۔

حمدید کا جھروں ایک بار پھر قہر گیا۔ ظاہر ہے کہ کوتولی میں اس  
قسم کی کوئی رپورٹ درج نہیں کران گئی تھی۔ اسے موقع تھی کہ  
وہ یونیورسٹری کو رُکب میں لے کر، ورنہ اس نے کوتولی کے  
اچارچ اپکر جگہ لیش کو پہلے ہی کھینچ دیا ہوتا۔ اس نے بھی  
کے کڑی پر سپلو بیلانی المال پھر فراہمی پر قرار کرنے کے علاوہ اور  
کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

”اچھا مسٹر دارز؟ وہ مٹھتا ہو اپلا۔“ پہتر طبقہ پر ہو گا  
کر میں ایک سڑا سا کاشتیلی بیچ کر تھیں کوتولی میں طلب کروں۔

چھر میں دیکھوں گا تمہارے گلے ٹیکوں کو؟“  
مسٹر دارز اسے روکتی رہی لیکن وہ بڑی تیزی سے بجا ہر  
نکلا اور کار میں بنچ گیا۔

\* \* \*  
بارن والپس آیا تو اس نے حمید کو کہے میں نہیں دیکھا۔ ایمیز  
دارز بہت زیادہ تفکر نظر آرہی تھی۔  
”کہاں گیا؟“ بارن نے پوچھا۔

”مدھکل دے کر گیا ہے کہ میں تھیں کوتولی میں طلب  
کروں گا۔“

بارن نے ہلکا ساقبہ نکایا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔  
مسٹر دارز کی رُکیاں کہے جا چکی تھیں۔

”میں ایک رپورٹ کے سلسلے میں لفتش کرتے کی  
فرض سے یہاں آیا ہوں۔“

”کسی رپورٹ کیپن؟“ اور تھبیریے۔ اس موسم تک آپ  
چاٹے پیانا تو پسند کریں گے۔“ مسٹر دارز نے کہا۔

”میں شکر یہ،“ حمید نے خطف ہیچے میں کہا۔ ”رپورٹ  
تمہارے خلاف بخواہی کی ہے؟“

”میرے خلاف... نہیں۔“ اس نے جرت سے کہا۔

”دو دن قبل تم نے ایک آدمی مسٹر فلان کو اپنی رُکیاں کی  
مد سے ذ صرف لوٹ یا بلاؤ سے نہ دو کوب بھی کیا تھا۔“ مسٹر فلان نے

رپورٹ میں بخواہی ہے کہ تمہاری رُکی اُسے پھانس کر یہاں لائی اور  
تم نے اس کی جیسے سڑی ہزار روپے نکلاوا یہے پھر دو تین مرسول  
نے بل کر اُسے خوب پیٹا۔“

”اُر... تو اس حرامزادے سے نہ یہ بخواہی ہے۔“ مسٹر دارز  
نے کہا اور لفظ حرامزادے پر حمید کا خون کھرنے لگا۔

”ذرا ٹھہر یہے۔“ مسٹر دارز بولے۔ ”میں مسٹر بلدن کو بلاقی ہوں۔ وہ  
میں موجود تھے اور میں ان کے سامنے ہی آپ سے ان سلسلے پر  
گلکھو کر دیں گی۔“

”مشوق سے یا وہ یہ حمید نے کہا اور اس کی نظر پا کر اس کی ایک  
رُکی کو آنکھ مار دی۔“ تینوں رُکیاں بھی کہے ہیں موجود تھیں پے  
آنکھ ماری گئی تھی اس نے مکار کر کر پھر لی۔

”تم لوگ میری والپی تک اس منڈل پر گلکھو گئیں کرو گی۔“ اس  
نے اپنی رُکیوں کی طرف دیکھ کر ہا اور باہر چل گئی۔

”رُکیاں حمید کی طرف دیکھ دیکھ کر آپس میں اشارے کرتی  
اور بنسنے لگیں۔“

”میا جھی میں کوئی ایسی چیزی ہے جسے دیکھ کر سنی آگئے۔“  
رُکیاں اندوزہ سنبھلے تھیں۔ یہ سب جوان تھیں اور ان  
کے متعلق یہ انداز کر لینا مشکل تھا کہ ان میں سے کون کی چوری ہے اور  
کون سی بڑی۔ ایک جسے حمید نے آنکھ ماری تھی وہ اس سے آنکھیں نہیں  
بلاری تھی اور کچھ ذہنی بھی نظر آئے گئی تھی۔ حمید نے سوچا کہ یہ تذکرے  
معقول ہے گی ورنہ یہ رُکیاں بہتی رہیں گی اور وہ خاگھراہ خود کو  
بے وقوف گھوس کر تارہے گا۔ اس نے باری باری سے یقین دو کو  
بھی آنکھ مار کر خندہ اکر دیا اور پھر حمید آنکھ مارنے کے لفڑیاں پیس نہ  
پر ہزار کرنے لگا۔ تھری دیر کے بعد مسٹر دارز ایک انگریز کے ساتھ  
کرے میں داخل ہوئی اور حمید نے اس انگریز کو پہلی ہی نظر میں پہچان  
لیا۔ یہ دبی تھا جس نے اس کے جبڑے پر گھونسہ مارا تھا۔ حمید نے

قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوئی گاہیاں اٹاری تھی۔  
”درایی۔“ کہتے۔ رُکیوں کو چھوڑتا ہے۔ جانتا ہے۔ میں

”مسٹر دارز ہو گئی۔“ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر حمید پر چھپئی اور حمید اچھل کر تیچھے  
ہٹ گیا۔

”رُکیاں بات ہے؟“ کسی نے قریب ہی سے کہا۔ حمید پر کھلاہت  
میں اس کی صرف ایک ہی چیلک دیکھ سکا تھا۔ وہ بھی کوئی  
انگریزی تھا۔

”رُکیوں کو پریشان کرتا ہے۔“ مسٹر دارز بڑا کر بولی۔  
”حید نے اچھل کر جھاگنا چاہا۔“ انگریز کا گھونسا اس سے

پہنچے ہی اس کے جیڑے پر پڑ چکا تھا۔ وہ کوئی فٹ دُور جا پڑا۔ اور  
پھر اس نے اسی میں عافیت بھی کر کی طرح وہاں سے بھاگ

نکھل کر یونکہ قرب دھوار کے بغلوں سے لوگوں نے باہر ہٹاٹا۔“  
کر دیا تھا۔ اسے کچھ اچھی طرح یاد نہیں کروہ وہاں سے سر پر پیر رکھ

کر بھاگا تھا یا پیر سر پر رکھ کر۔

+

حمدید دو دن تک اپنی چوپیں سہلاتا رہا۔ تیرا کام اس

سے بھی زیادہ خطرناک تھا اور حمید نے اسے اپنے تک انجام نہیں  
دیا تھا۔ وہ فریبی کا مشتعل تھا لیکن اس دا قعہ کے بعد سے اب

تک اس سے ملاقات نہیں ہٹھی تھی۔ اور لیونارڈ۔ لیونارڈ کو تو  
وہ جہنم میں چھوٹکا چکا تھا۔ الگ آفس میں بھی اس کے نام کی  
صد کام میں پڑھنے کا منزہ تھا۔ الگ آفس میں بھی اس کے نام کی  
صد کام میں پڑھنے کا منزہ تھا۔

”تم لوگ میری والپی تک اس منڈل پر گلکھو گئیں کرو گی۔“ اس  
کا کام دیکھنے کی طرف دیکھ کر ہا اور باہر چل گئی۔

”کام دیکھنے کے متعلق پہچھے چکر نہیں کرو۔“ اسے اپنے  
کام دیکھنے کے متعلق پہچھے چکر نہیں کرو۔“

”کام دیکھنے کے متعلق سرفرازی پسند نہیں کرتا تھا۔“ اسے  
کام دیکھنے کے متعلق سرفرازی پسند نہیں کرتا تھا۔

”ایک آج اس کے گرد بھاری ہماری ہیں۔“ اسے اپنے  
کام دیکھنے کے متعلق سرفرازی پسند نہیں کرتا تھا۔

”رُکیاں جو اس کے گرد بھاری ہے اسے ہمچوڑا کر کر کر کر  
کھو رکھیں۔“ حمید ہوئے ہوئے رُکی ہوئی نظم دُھر اتارہ۔

”میں اس گھر کی سب سے بڑی حسین اڑاکی کو غما طلب کر رہا ہوں۔“  
”یہ کھڑکی کی جی ٹھکلی ہٹھی تھی۔“

”لیکن آج اس کے گرد بھاری ہماری ہیں۔“  
”رُکی سچ سوچ کی پہلی کرن اس سے ہمچوڑا کر کر کر کر کر  
کھل جوئی ہے۔“

کام توا سے کرنا ہی تھا اور خود اس کا انجام تقدیر کے رحم و کرم پر تھا۔  
کام ایسا ہی تھا۔ کسی مکان کی کھڑکی کے پہنچ کھڑے ہو کر لکھننا اور  
چڑھنے جیسی جس میں گھر کی سب سے زیادہ خصوصیت لڑکی کو  
غما طلب کیا گیا ہے۔ انجام ظاہر ہے لیکن وہ مطلب تھا کہ انجام کی  
ساری ذمے داری فریدی کے سر ہے۔ ملا کھل پھنپھنے پر بھی فریدی  
نے اس حرکت کا مقصد نہیں بتایا تھا۔ مکان ایسے جھتے میں تھا

جہاں دیادہ تغیر ملکی آباد تھے۔ نظم انگریزی میں تھی۔ اسے  
حمدید نے اندازہ کر لیا تھا کہ مکین بیرونی ہی ہوں گے۔ یہ حرکت

اسے میک اپ میں کرنی تھی، لہذا اس کی طرف سے تاطہناں  
تھا کہ کسی قسم کا گھصلہ ہونے پر دُور سے دُن کے اخبارات یہ نہ لکھ  
سکیں گے کہ حکمر سراغ سماں کا ایک آپری انگریزی میں غنڈہ گردی  
کرتے ہوئے کیا ہے۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور کرے میں لکھنے  
ہوئے سے تھپتے ہوئے رہتے۔ اکثر سریلی قسم کی چیزوں بھی سنائی  
دیتی تھیں۔ حمید تھیک کھڑکی کے سامنے پہنچ گیا۔ اندر تین انگریزی  
لہکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے باخون میں رپر کا ایک چھوٹا سا  
غمباڑہ تھا اور شاید یقینی دو میں سے کسی ایک پر دھماچوڑا کی  
چھڑکی تھی۔

حمدید نے ادھر ادھر دیکھا۔ قریب و دور ہر طرف ستائنا تھا۔  
”یہ کھڑکی... میری امیدوں کا مرکز ہے۔“

لہکیاں چونکہ کریک گئیں۔ وہ آنکھیں چھاڑا سے اسے  
ٹھوڑی بھی تھیں۔ حمید ہوئے ہوئے رُکی ہوئی نظم دُھر اتارہ۔

”میں اس گھر کی سب سے بڑی حسین اڑاکی کو غما طلب کر رہا ہوں۔“  
”یہ کھڑکی کی جی ٹھکلی ہٹھی تھی۔“

”لیکن آج اس کے گرد بھاری ہماری ہیں۔“  
”رُکی سچ سوچ کی پہلی کرن اس سے ہمچوڑا کر کر کر کر کر  
کھل جوئی ہے۔“

غمباڑہ حمید کے چہرے سے مکرا کر پھٹا اور اس میں بھرے  
ہوئے رُکیں پانی کی کافی مقدار اس کے حقوق کے پیچے اتر گئی۔

دُور سے لے ہے میں وہ اپنائیں دبائے ہوئے بڑی طرح ٹھوٹوٹ  
کر رہا تھا۔ رُکیوں کے تھپتیوں کے ساتھ ہی اسے کسی معتم عورت  
کی چنگھاڑ بھی سنائی دی۔ پھر حمید کے سنجھنے سے پہنچے ہی طوفان  
اس کے سر پر پہنچ گیا۔ ایک طیم شیخ اور معم عورت اس سے چند

"تم بالکل بے وقوف ہوئیا" باراں آہستے بولا۔

مسنوار نز کے چرے پر پہلے تھرست کے آثار پیدا ہوئے  
پھر وہ حضور کی طرح سرخ ہو گئی۔ باراں سے اس کی واقعیت مرفت  
چند دنوں پہلے کی تھی۔ لیکن وہ اتنی بے تلفی سے نہ مرفت اُسے  
اس کی عرفیت سے بیٹاب کر رہا تھا بلکہ بے وقوف بھی کہہ رہا  
تھا۔ مسز وارنر اُن عورتوں میں سے تھی جنہیں رکھ رکھاؤ اور آداب  
کا بڑا فیال ہوتا ہے۔

"مسٹر باران" وہ خلک لیجے میں بولی "میرا خیال ہے کہ  
ابھی ہماری جان پیچان بے تلفی کی حدود میں دافع ہو گئی"  
"ہم سالہ ماں سال سے ایک دوسرے سے واقع ہیں" بارا  
مکرا کر بولا۔

"مسٹر باران" میں بے تلفی کی عادی نہیں ہوئی" "ایسا۔ پھر کہتا ہوں کہ تم اس بے تلفی پر فخر کرو گی" "مسٹر باران" مسز وارنر تھریا چھ کر بولی۔

"آہا۔ لکھا! افسوس ہو گا" باراں مسکرا کر بولا اور اپنی جسب  
سے بیک کارڈ نکال کر مسز وارنر کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر جملہ ہو دفت  
میں صرف "لیونارڈ" تحریر تھا۔

مسز وارنر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پیڑ کا پ رہے  
تھے چند ہی لمحوں میں وہ برس کی بیمار نظر آئے تھی۔  
"بیٹھو جاؤ" باراں نے تم بیچے میں کہا۔

مسز وارنر بیٹھ گئی۔ وہ بارا بار اپنے خلک ہوزٹوں پر زبان پھر  
رہی تھی۔

"اہ تو ایسا میں یہ کہہ رہا تھا کہ کتوالی میں اس قسم کی کھلڑیوں  
نہیں درج کرانی گئی۔ وہ فریدی کا استثنی حسید تھا اور وہ کمی پڑا  
میں ہے"

"مگر آپ" آپ تک ایک بہت بڑی غلط فہمی میں پہنچا

رہی ہے۔ فریدی میرے ایک ایک ایجنت سے واقع تھا اور ہے  
لیکن وہ تم لوگوں کے فلاٹ کوی شہرت نہیں مہیا کر سکا اور زرخخت  
ہے۔ میں اسے اپنا سب سے بڑا کارنامہ تصور کرتا ہوں کہ میرا کوئی  
ایجنت بھی قانون کی گرفت میں نہیں آسکتا"

"مجھے اس کا بزرگ ہے جتاب" "مجھے فریدی کا مردہ جسم جائیے ایسا اور میں اسے ہر قیمت  
پر ماحصل کرے ہوں گا۔ اگر کچھ تم یا ہماری اڑکیں میرے کام آ

گئیں تو تم سال جھر کے اندر ہی اندر کر دیتی کہلاؤ گی" "میں انتہائی کوشش کروں گی جتاب" "فریدی کی سکتی تھی کہ آپ بیہاں تشریف لائیں گے"

"فریدی" بارا داشت پیس کر بولا۔ مجھے فریدی بیہاں لایا  
ہے اور ایسا وہ اپنے بیویوں ہو گیا ہے۔ میں اسے چڑھے کے بیل  
سے بھی نکال کر مار دانا چاہتا ہوں" "اوہ بتو وہ جلتے۔ آپ ہی کی طرف سے ہوئے تھے"

"میں ایسا وہ بڑا خوش قسمت ہے، لیکن میں میے زندہ نہیں

چھوڑوں گا"

"لیکن اس تھا کہ استثنی بیہاں کے چکر کیوں لگا رہا ہے؟  
اب میں بھی ابھر سکتا ہے کہ اس دن وہ اسی کا کوئی آدمی رہا ہے"

"اوہ... ایسا... وہ خود حسیدی تھا"

"ارے"

"اہ! اور لوگ جانتے ہیں کہ تم میری ایجنت ہو۔ اس لیے  
وہ ہمارے ذریعہ بھجو تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن بات تو  
جب یہ سکتم حسید کے ذریعے فریدی تک جا پہنچو"

"یہ کس طرح ممکن ہے جتاب"

"بہت اسافی سے ہماری لڑکیاں اس سے سب کچھ  
پوچھ لیں گی"

"نہیں جناب! میں انہیں روکیوں کو خراب کرنا پڑنے نہیں کر دیکھا"

"ایسا ہے تم بھجو کے کہہ رہی ہو۔ کہا یہ ہماری لڑکیاں ہیں؟"

تم ایک دن ان سے جو کام یعنی والی ہو۔ میں اس سے بھی واقع

ہوں۔ کیا یہ تین مختلف یہم روکیاں نہیں ہیں جنہیں تم نے لندن کے

ایک قیم خانے سے ماحصل کر کے پالا ہے؟ ایک بیہاں کے درجنوں  
ایم زیاد سے ان کے چکر میں نہیں ہیں؟ کیا تم ان سے مستقبل کے

وحدوں پر بڑی بڑی ریتیں نہیں دصوں کر تیں؟ یہ اور بات ہے  
ایک احمدی تم نے ان سے پیش کرنا ہے کہیں شروع کیا؟

"یہی معافی چاہی ہوں جتاب" مسز وارنر نگڑا اگر بولی۔

"مگر فریدی کیا جانے کریں آپ کے لیے کام کرنی بڑی ہوں" "آہا۔

تم اب تک ایک بہت بڑی غلط فہمی میں پہنچا

رہی ہے۔ فریدی میرے ایک ایک ایجنت سے واقع تھا اور ہے

لیکن وہ تم لوگوں کے فلاٹ کوی شہرت نہیں مہیا کر سکا اور زرخخت  
ہے۔ میں اسے اپنا سب سے بڑا کارنامہ تصور کرتا ہوں کہ میرا کوئی

ایجنت بھی قانون کی گرفت میں نہیں آسکتا"

"مجھے اس کا بزرگ ہے جتاب"

"مجھے فریدی کا مردہ جسم جائیے ایسا اور میں اسے ہر قیمت  
پر ماحصل کرے ہوں گا۔ اگر کچھ تم یا ہماری اڑکیں میرے کام آ

گئیں تو تم سال جھر کے اندر ہی اندر کر دیتی کہلاؤ گی"

"میں انتہائی کوشش کروں گی جتاب"

"ٹھکر کرہے ایسا"

وہ چلا گی اور ایسا آدمی سے لگنے میں صوفی پر بے جس و  
وہ کوئی بڑی تھی۔ اُسے اپنادل ملکیں جو جنگ میں ہو رہا تھا۔ زندگی  
میں پہلی بار اس نے بیونارڈ کو دیکھا تھا۔

98

\*

حسید بہت شدت سے بور ہوا تھا۔ اُسے ایسا محبوس ہو  
را تھا جیسے وہ اپنی زندگی ہی سے بیزار ہو گیا ہو۔ مگر یا اس کے لیے  
ایک متقل روگ بھی ہوئی تھی۔ وہ کافی حسین تھی۔ مگر وہ اتفاق باگھنگو  
کے دوران اس طرح ہوئے تھے جسے زکام ہو گیا ہو۔ اپنی  
اس "ادا" دیا جو کچھ بھی اسے بھتے ہوں، اکنہ پر وہ بعض اتفاقات  
حسید کو ایک ایسی درحقانی عورت معلوم ہونے لگتی تھی جو ابھی ابھی  
آنگونہ کر رکھی ہو۔ حسید کی کھوپڑی بھیب تھی اور اسی کھوپڑی پر  
ایک ایسی رکم سلطنتی کی تھی جس کی وجہ سے دیکھنا چاہتا تھا۔  
شام ہو چکی تھی۔ وہ برآمدے میں بیٹھا چاہتا ہے پر رہا تھا اور مگر یا اسی  
ساتھ تھی۔ اچانک اُسے پھانک پر مسز وارنر بڑی سب سے حسین  
راہی دھکھا دی۔

"یہ کون ہے؟" مگر یا حسید کو کھوپڑی کر دیوں۔ مسز وارنر کی لڑکی بارہ  
قریب آئی جا رہی تھی۔

"ہو گئی کوئی! تم سے مطلب؟" حسید جھوٹا گیا۔  
"اڑھے معاف کرنا" مگر یا شرمندہ ہو گئی۔  
راہی برآمدے میں آگئی۔ حسید کھڑا ہو گیا۔  
"اوہ... کیپٹن" راہی لکھا تھا۔

"بیٹھو! بیٹھو!"  
"رمی بہت پریشان ہیں" راہی بیٹھتی ہوئی بولی۔ "آخریات  
کیا ہے؟ کو تو والی میں تو کسی نے بھی رپورٹ درج نہیں کرائی۔"

"میرے دامت کرو" حسید سکرا کر بولا۔ "اس نے جھوٹے ٹکاٹی  
کی تھی اور میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا"

"حقیقت یہ ہے کہ وہ ہماری کھڑکی کے سامنے کھڑا  
ایک نظم پڑھ رہا تھا۔ تم خود بتاؤ کیا یہ شریفوں کا طریقہ ہے؟ ہاں

پر مسٹر بارا نے اس کی مرست کر دی۔ کیا وہ ہمارا کوئی دوست ہے؟  
ہاں بھی بھیت ہے۔ خیر قم جو کچھ رہی ہو۔ مجھے اس

پر تین ہیں کہے ہیں تو کسی نہیں کہوں گے" "ہمara ایسا ہے کہ  
ہمara ایک پڑوی! قریب ہی کے ایک بیلے میں رہتا ہے"

"چاٹے لو" حسید نے پیالی اس کی طرف ہمکا دی۔  
"ٹشکری" پیالی قبول کر لی گئی۔

مگر یا تھوڑی درستک اُسے تیکھی نکلوں سے دیکھا رہی

پھر ہاں سے امکھ کر اندر حلی گئی۔

"یہ کون تھی؟" راہی نے پوچھا۔  
"میری پرائیوریٹ سیکرٹری" حسید پاپ میں تباہ کو بھرتا

"منہیں جاتا ہے" شہزاد نے جھک کر کانپا ہاتھ پھردا لیا۔  
"ہوش میں آؤ۔ تم ایک بھویں آفیسر سے مغلکوں کا ہے  
ہریدھی کے لیے میں سختی تھی۔"

شہزاد جنگ کرانے گئے تھے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ" وہ حمید نے دوبارہ کہا اور پھر اس کے  
نوکروں سے بولا۔ تم لوگ میری اجازت کے بغیر غئے نہیں جاؤ گے۔  
راہداری میں دوسری منزل کے کوئے دار الحکما ہونے کے  
لئے حمید نے انہیں اپنے کو لوہی میں جانے کے لیے کہا پھر اس نے  
دروازے کے سامنے نکلے ہو کر کرے کے اندر نظر ڈالی۔ میانے  
ہی ایک ادمی فرش پر اونچھا پڑا تھا اور اس کے ارد گرد خون چیلا  
ہوا تھا۔ حمید شہزاد اور اس کے آدمیوں کو دیں ہٹھرنے کا  
اشارة کر کے زینوں کے سروں پر آیا۔ اس کے دونوں ادمی اب  
بھی سچے موجود تھے۔ اس نے ان میں سے ایک کو آواز دی۔ وہ  
اوپر آیا تو اس نے کہا۔ "کوتولی فون کر دو کہ کیوں اس کے تیرھوں  
کمرے میں ایک فون ہو گیا ہے۔ سچے کے سارے دروازے  
بند کر دو۔ کوئی باہر نہ جائے پائے"

حمدید پر تیرھوں کرے میں دلپس آگیا۔

### 38

شہزاد کی بڑی حالت تھی۔ وہ ایک آرام گزی پر پڑا اپ  
رہا تھا۔ تین سب انپکڑا سے بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹھوڑا رہے  
تھے اور حمید نالگیں چھپا ائے دوسری ہاتھ کمر پر کھے کھڑا کرے کا  
جائزہ لے رہا تھا۔ پانچ اس کے دانتوں میں دیا ہوا تھا اور کبھی  
ذھوٹی کی پاریکی لکھیں ہوئیں کے باقیں گوشے سے نکل کر فتفا  
میں پل کھانے لگتی تھیں۔ اچانک شہزاد اچھل کر خڑا ہو گیا اور تو پھر  
کریلا۔ "مگر یہ لاش اس ادمی کی نہیں ہے جو تزویر بھریں ہے" ہجرا تھا۔  
"کیا؟" حمید نے پانچ مرے نکال لیا اور ساتھ ہی اس  
کی نالگیں بھی ایک دوسری سے جاتیں۔

"جی ماں! میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آپ میرے نوکروں  
اور آجھو والوں سے پوچھ سکتے ہیں۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" حمید دعا۔  
"مجھے ہوش ہی نہیں تھا۔"

"تم کیوں کر رہے ہو۔ تم نے بال میں درجنوں آدمیوں کے  
سامنے جیخ کر کہا تھا اور بنداۓ کو مار دا لو۔"  
"جی ماں! مجھے یاد ہے۔ میں نے کہا تھا" شہزاد بولا۔  
اس نے بڑی صد تک خود پر قابو پایا تھا۔

ربا تھا اور ساتھ ہی کا ڈنٹر کے تیچھے ابتری چیل رہی تھی۔ ریکوں پر  
رکھی ہوئی بوتکیں، ذبیتے، مرتبان، چینی کے برتن خیچے گزر کر فتح  
قسم کی آوازیں پیدا کر رہے تھے۔ پھر کوئے ڈنٹر کے بلیتے کے نوگ  
وہی تھی۔ لوگ اپنی میزیں چھوڑ چھوڑ کر کا ڈنٹر کی طرف پکنے لگے۔ اس  
بھی میں کیتھنے حمید بھی موجود تھا اور اس طرح تجوہ انداز میں شہزاد  
کی اوپر کوڈ دیکھ رہا تھا جیسے وہ مینڈک اسکان سے گزرے ہوں۔  
آہستہ آہستہ سارا مال تھبتوں سے گلو بختے تھا۔ پھر دو تین آدمی شہزاد  
کو سچھ کر بال میں لائے۔ وہ بڑی طرح ہانپ رہا تھا اور ساتھ ہی اس  
کے مٹتے مغلکوں کا طوفان بھی امنڈر رہا تھا۔

"تیرہ۔ بیس۔ تیرہ بیس" وہ حلق پھاڑ کر چینا۔ پھر اپنے  
آدمیوں کو آوازیں دیتے لگا۔ شرف۔ رحیم۔ گھان۔۔۔ افضل  
۔۔۔ پھان۔۔۔ سب چلو۔ تیرہ بیس وال۔۔۔ نکلنے زپاٹے۔ مارڈاوسالے  
کو۔۔۔ احتے۔۔۔ چھوڑو جھے۔ الگ ہٹو۔۔۔ اس نے ایک آدمی کو  
دھکا دیا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے دوسری منزل کے زینوں کی طرف متوجہ  
چھپتے۔ اس کے تین چار توکر بھی اس کے ساتھ دوڑ رہے تھے۔ حمید بھی  
زینوں کی طرف بڑھا۔ بہتیرے گاہوں نے بھی اس کی تلقید کرنی چاہی،  
لیکن ٹھکرہ سراغ رسانی کے دو آدمی ان کی راہ میں حائل ہو گئے اور  
کچھ اس انداز میں انہیں اوپر جانے سے روکنے لگے جیسے ان کا تعلق  
بھی ہوئی ہے ہو۔ اوپر چیخ کر شہزاد تیرہ بیس کے کرے کے سامنے  
ذک گیا اور پھر اس نے اس طرح دروازہ پٹنا شروع کر دیا جیسے  
چھلا کر ایک شیشہ توڑ دیا اور اندر ہاتھ ڈال کر مخفی سچے گزادی۔  
دروازہ ٹھکرہ اور شہزاد طوفان کی طرح اندر گھٹا چلا گیا۔ حمید تھوڑے  
ہی قابلے پر کھڑا حالات کی تبدیلی کا مشغلا تھا۔ اچانک اس نے

شہزاد کی سطحی ہمیسی؟ دیا سنی۔۔۔ "ھون۔۔۔ خون۔۔۔ قتل۔۔۔

وہ دروازے کی طرف چھپتا اور شہزاد سے سے ٹکرایا۔ وہ

بدھوایی کے عالم میں کرے سے نکل رہا تھا۔

مکیا بات ہے؟" حمید۔ نے ڈنٹر کو پھپھا۔

"قتل" شہزادہ بانپا ہوا بولا۔ اسے کسی نے قتل کر دیا ہیں

کچھ نہیں جانتا۔ سب نے دیکھا ہے۔۔۔ شرف۔۔۔ افضل۔۔۔ اسے

پہلو نا۔ کیا میرے اسے قتل کیا ہے؟" میرے ساتھ آؤ" اور حمید میں

پر وہ اپنے ملازم کے لیے ایک محیبت بن کر رہا گیا تھا۔ اس کا یہ  
مراق اس کے ملازم کے لیے خواہ کچھ رہا ہو لیکن کم ازکم خود اس  
کے لیے توڑا منفعت نہیں ثابت ہوا تھا کیونکہ اور پھر بلیتے کے نوگ  
بھی آہستہ آہستہ کیسا کوئی طرف ہوئے لگتے تھے۔ شہزاد ہر وقت ہوں ہی  
 موجود رہتا تھا۔ اس کا مراقب خواہ کچھ بھی رہا ہو لیکن وہ اس کی عصا بی  
کمزوری کا نتیجہ نہیں تھا کیونکہ اعصابی نکر زوری کے شکار شہزاد کی طرح  
ڈنٹر اور چھکڑا لوٹنی ہوتے۔ عادات و اطوار کے لحاظ سے شہزاد  
کوئی اچھا ادمی نہیں تھا کیونکہ اس کے ہوٹل میں قائم کرنے والوں کو  
تاجا ہر خود پر حاصل کی ہوئی مشیات سے لے کر عورتیں تک دیتاب  
ہو جاتی تھیں۔ شہزاد چھڑ پڑا اور گھنٹا تھا لیکن اپنے گاہوں کو بڑی  
خندہ پیٹانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ کا ڈنٹر سے دو تین فٹ کے  
فاسٹے پر بیٹھا کرتا تھا تاکہ اس کا جسم اور کپڑے گاہوں کی پتھکی سے  
محفوظ رہ سکیں۔ اکثر بے لکھت قسم کے گاہک اسے اپنی طرف متوجہ  
کرنے کے لیے اس کے کانڈے پر اپنے رکھ دیا کرتے تھے یا اس کے  
دھکا دیا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے دوسری منزل کے زینوں کی طرف متوجہ  
چھپتے۔ اس کے تین چار توکر بھی اس کے ساتھ دوڑ رہے تھے۔ حمید بھی  
زینوں کی طرف بڑھا۔ بہتیرے گاہوں نے بھی اس کی تلقید کرنی چاہی،  
تین فٹ کے فاسٹے پر آدم کو کسی میں پڑا ہوا نوکروں کو ٹھوڑا  
دہان کی ایک ایک حرکت پر نظر کھلتا تھا۔ اگانہ میں سے کسی کو  
اپنے کپڑوں کے اندر را تھفاں کر جسم بھیتے دیکھ لیتا تھا۔ وہ جیسے  
ہمیشہ اپنے کپڑے تبدیل کر سکتے تھے۔ آج بھی وہ کا ڈنٹر سے  
قبل ہی وہ پانی میں ریگ گیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ یہ میڈک  
پکڑنے کا دورہ پڑ گیا ہو لیکن وہ ایک بھی نہ پکڑ سکا۔ آخر میں نے  
دوسرے گڑھوں کے کنارے بیٹھنے پوئے میڈکوں پر تحریر سانے  
شروع کر دیے۔ یہ سب کچھ جھلاہٹ کا نتیجہ تھا۔ پھر اسے ہوش  
میں نے مار چکی کی روشنی کلکی کی ہوئی پر ڈالی اور نہ جائے کی پڑ جاتے  
گا۔ وہ بیٹھنے میں ڈھانی گھنٹے اور باتی تھے۔ وہ چند منٹ کھڑا اپنی  
بیٹھانی رکھتا رہا۔ پھر اچھل کر گاڑی میں جایا۔ کیدڑی ایک بار پھر جھار  
جنگل میں گھس رہی تھی اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک چھوٹے  
کے گاہوں میں ڈک گئی۔ یہ ماہی گروں کی بیتی تھی۔

کیا اس بڑا ہوٹل میں تھا لیکن صفائی اور خوش سلیٹکی کی بنا،  
پروہ کافی مقبول تھا۔ مارتین میڈلز لوب پر مشتمل تھی۔ ٹھکی منزل میں ہر چند  
تھا۔ اور پہری دوسری میڈلز لوب پر مقام کرنے والوں کے لیے کھرے تھے۔ ہوٹل  
کا مالک شہزاد وہی میڈلز لوب کا آدمی تھا اور یہاں کی صفائی و شاستکی  
میں دراصل اسی کے وہم کو دھل تھا۔ وہ کا ڈنٹر کے تیچھے بیٹھا کرتا تھا  
اور کا ڈنٹر پر ایک توکر مخفی اس لیے رکھا جاتا تھا کہ وہ  
ہر ڈنٹر کا ڈنٹر پر جھاڑن پھر تارہ۔ خود شہزاد کے کپڑوں میں الگی دوڑے  
کے بیان کی رکھا جی۔ کگ جاتی تھی وہ یادو اپنے بیان کا دھمکتہ فوراً  
دھمکتہ اس کی ہاتھ سے شیشے کی ایک الماری جو رجہ رہ گئی۔ وہ گھنے  
میڈکوں سے بچنے کے لیے بار بار اچھل کر جھیل کر ادھر سے ادھر ہٹ  
رہا۔ اس کی حد تک پھیخ گیا تھا اور اپنے اس مرافق کی پساد۔

"چھری"

"تیرہ نہر والا۔ ترا سوئہ تھا۔ وہ بچے منہ ملک کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا۔ میں اپنے گاہوں کی جاویجا سب کچھ پرداشت کرتا ہوں۔ اس لیے ہنس کر قابل دیتا تھا، آج بھی دوی محنت قبل کی بات ہے۔ میں نے اپنے کاؤنٹرے پرایک بچہ رکھا ہوا دیکھا۔

بھرت ہوئی۔ بچہ اپ بھی کاؤنٹرے پیچے بل جائے گا اور مینڈ بھی موجود ہوں گے"

"کامکار ہے ہو؟ ایک سب انکردنے اسے دانتا۔

"کیا اب تم دماغ کی خرائی کا دھونگ رچاوے؟" شہزادہ باخوبی کر لپڑا۔ بچہ سے پر غلات جڑھا ہوا تھا اور اس میں مینڈ کوں کا بچہ رکھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھے

تیرہ زاروں کا نھان ہوا ہے؟

"بھر دی بکواس"

"ٹھنک ہے ہمید نے سب انکرے کے کہا۔" مینڈ

"میں کھا کشا بدیر اسی حرامزادے کی حرکت ہے۔" شہزادہ بولتا۔ وہ بچے مینڈ کہہ کر جزا ایسا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے غصے میں بکہہ دیا تھا۔ بیری جگ جھی بہت اکثر جگہی نہیں تھی اور جگہ اکثر میں مارا بھی ہوتا تو اسی کو جس پر بچے بڑھتا۔ مگلاش ایک ایسے آدمی کی ہے جسے میں نے پہلے بھی نہیں دیکھا۔ میں بھلاکی دوسرے آدمی کو کیوں مارنے لگا اور میں جذاب بچے ذرہ برا بھی اس کی پردازی نہیں ہے۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ ڈاکڑ کی روپورت خود بھی بتا دے کی کتنی کس وقت ہوا ہے؟"

"تیرہ نہر میں کون تھا؟" حمید نے پوچھا۔

"نام اور پتا ہوں کے رجسٹر سے معلوم ہو جائے گا۔" شہزادہ بولتا۔ پہلے آپ اس کے پردیسوں سے اس کا ٹلیپ پوچھے ہیں۔ میں اس وقت سے اب تک آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ اس لیے آپ یہی نہ کہیں نہیں سمجھے کہ میں نے اپنے کرائے داروں کو کچھ سمجھا رہا ہے۔"

"بچے منطق نہ پڑھاو" حمید نے ٹھنک لیجے میں کہا۔

"جناب پوچھا جائے اس سے زیادہ نہ کرو" حمید اسے دیں چھوڑ کر پھر دری منزل پر بیٹھ گیا۔ یہاں اس نے دوسرے کمروں کے کرایہ راروں سے پوچھ کچھ شروع کی اور سب نے یہی کہا کہ لالاش اس آدمی کی نہیں ہے۔ جو اس کمرے میں چار بجے شام تک دیکھا گیا ہے۔ مرئے والا کوئی بھی رہا ہو۔ میں

کیپشن جیسے اسے تھیں آہنے نظر والے سے دیکھا۔ وارث خاندان کی سب بھیں لوگیں اس کے سامنے گرد ہو کر دیکھی۔ اس نے لوگی نظر دیکھا۔ وہ بھی دیکھی پر کاش کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے سارے بھی بہت اچھی لگتی ہے" وہ حمید کے کان کے پاس لگتا۔

"مگر تم سارے بھی میں بھی اتنی حیں نہیں معلوم ہو گی" بھر جڑا۔

"ہوئے" وہ پر اس امنہ بنار دوسرا طرف دیکھنے لگی۔

"ارد... کیا تم چراں کیں میں تو یوئی چھپڑ رہا تھا تھیں۔ کہاں تم کہاں وہ مشرق اور مغرب کافر ہے، مگر اس وقت مجھے اپنے ذمہ بھری طرح یاد آ رہے ہیں"

"تکریل اؤڈی کیوں؟" راکی نے حیرت ظاہر کی۔

"وہ اس عورت کو دیکھ کر پاگل ہو جاتے" اپنے دیکھی کے لیے... بکواس کر رہے ہو۔ شش" میں بھی دیکھتے تھے" اسکے پاس کاش کو دیکھ رہا تھا۔ حمید کچھ نہیں دیکھتا۔

حمید کچھ نہ جوں۔ وہ پڑی توہنے سے! ری پر کاش کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے میں دا فل ہوتے ہی شہر، کمی معزز لوگ اپنی گزیاں چھوڑ کر استقبال کے لیے آگے پڑتے تھے۔

"یکوں ہے؟" راکی نے حمید سے پوچھا۔

"یہ۔ ابھی یاد پڑتا ہے کہ میں نے پہلے اسے دیکھا ہے"

"کوئی امیر عورت معلوم ہوتی ہے"

"اوٹہبہ ہو گی" حمید سے کہا۔ وہ تم سے زیادہ اٹھیں ہے" زکر پیش ہاں میں رقص کے لیے موسیقی شروع ہا تھی۔ راکی کی ایڑیاں موسیقی کے انکار چڑھاوے کے مطابق فرش پر نہ گئیں۔

"تمہارا کوئیں اسٹپ (رقص) کیسا ہے؟"

"مساکن کوئیں اسٹپ۔"

حمد جھلک پورا نہیں کر سکا۔ اپنی سرکل ناٹ کلک کا میخرا ر پر جھلکا ہوا کہہ رہا تھا۔ آپ کافون سے:

"فون! ابھپ" حمید بھجنگلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے راکی سے کہا تھا ابھی آیا۔

حمدیہ میخرا کے ساتھ اس کے آفس میں آیا۔ ریپورٹ میز پر پڑا ہوا تھا۔

"پیلو"

"کون؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"حمدیہ۔ کیپشن حمیدہ"

"آہا۔ کپتان صاحب ہیں" حمید نے فریڈی کی آواز

کیا جیسے اندر ہرے میں فریڈی کسی پر جھپٹا ہو۔

دو دنوں خلیت سے بکال آئے، لیکن اچانک حمید نے جھوس

کیا جیسے اندر ہرے میں فریڈی کسی پر جھپٹا ہو۔

حمید جہاں تھا وہی رُک گی۔ راہداری تاریک پڑی تھی۔

اس کے باوجود بھی اسے کامل تھیں تھا کوئی فریڈی وہاں موجود نہیں

ہے۔ اچانک اسے تھوڑے ہی فاصلے پر فاٹر کی آواز سنائی دی، اور اب اسے خطرے کا احساس ہوا۔ اس کے قدم پڑی تیزی سے

زینوں کی طرف پڑھنے لگے۔ آواز یقیناً تھے بی۔ اسے آئی تھی۔ لیکن

چھپے سنا تھا ایسے شمال کی طرف اندر ہرے میں کافی فاصلے پر

کسی کار کی عقبی سرخ روشنی نظر آ ری تھی۔ بھر اس نے جو کچھ کیا

اس میں اس کی قوت فیصل کو دخل نہیں تھا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر

اسی سمت پل پڑا۔ جو کار کی عقبی سرخ روشنی غائب ہو گئی۔

کار کی رفتار تیز کرنا چاہا تھا۔ اچانک عقبی سرخ روشنی غائب ہو گئی۔

حمدیہ براہ راست طرف دیکھتا رہا تھا لیکن نہ تودہ اسی بات کا اندازہ

کر سکا اگلی کار اچانک کسی طرف مدد گھی تھی۔ اور نہ بھی کچھ سکا کر پہنچ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ آنے پر مصروف تھیں اسے بہت

سختی سے روک دیا۔ ہر دل بند تک کے بند رھوں فیکٹ کا دروازہ باہر سے مقفل نہیں تھا۔ حمید کی کار کی بندلاٹش کی روشنی دوڑ تک سڑک پر پھیل ری تھی۔ اس نے رفتار کچھ تیز کر کر دہکھل گیا، لیکن بعد اس کی نظر ایک اسی کار پر پڑی

چورڑک کے کار سے کھڑا تھا۔ حمید نے یک لخت اپنی کار کی رفتار کم کر دی۔ لیکن یہ سر پر لیغ فریزہ سکا کہ اس سے کوئی حالت سرزد ہوئے والی ہے۔ آخر کار اس نے کار روکنے کا ارادہ ملتوی رہا۔ اس نے بھر رفتار تیز کر دی۔ اور بھر رہا ہوں سے تقریباً چار فلانگ کے فاصلے پر نصفت کار روک دی بلکہ اپنے بند کر دیا۔

اس کا دہنہ باخور لیوں لور کے دستے پر تھا۔ پانچ منٹ سے زیادہ

نہیں گوڑے تھے کہ ایک کار فرما تے بھری ہوئی تریپ سے تکلیفی کار روکی تھی۔ مگر اس

بار اس کے اندر بھی روشنی تھی اور ڈرائیور کرنے والی ہر حال میں کوئی عورت تھی۔ ایک لیم شیم انگریز عورت۔ اسے پہچاننے کیے

صرف ایک جھلک ہی کافی تھی۔ یہ سردار نہ تھی۔

\*

دوسری رات لیڈی پر کاش اپنے ایک درست کے ساتھ

بانی سرکل ناٹ کلپ میں داخل ہوئی۔ وہ اس وقت پہلے سے میں زیادہ حسین لگ رہی تھی اور اس کے چہرے کے اطمینانی آئیں گے

سے یہ اندازہ کرنا دشوار تھا کہ وہ آج کل ذہنی امتحنوں کا مشکار ہے۔

حمد کو اس کے مرنے پر افسوس تھا۔ افسوس یوں تھا کہ دیکھ ایک

ایسا آدمی تھا جس کے ذریعے یہ نیز اسکے رسائل ملک تھی۔ حمید

نے پہلی ہی نظر میں اس پرے تھا کہ اندازہ کر لیا تھا۔ مرنے

والے کے چہرے پر کھنی موچیں تھیں اور باخونوں کی چھوٹی فلکیاں

تیرہ حسین لگھیوں کے بارے تھیں اور اس کی کھنی موچیں نقی شایستہ

کوئی دوسرا پتا پایا تھا، جو اب اسے یاد نہیں رکھتا۔ اسی

فریڈی کی طرف دیکھتے تھے کہ کہا تھا؟ بھر فریڈی کیا کر رہا تھا؟ حمید

کافی دیر تک اور پری میں کھڑا سوچتا رہا۔ اسی

رات کو فریڈی نے تین کام اس کے پرداز کیے تھے۔ تیرا کام اس

نے اس وقت انجام دیا تھا۔ یعنی مینڈ کوں کا بچہ رکھ کر اس ہوں کے

کاؤنٹر پر کھر کر رکھا تھا۔ میں بھر کر اس کا انکار کرنا۔

\*

ٹھنک تین بچے حمید کلوریا کے بتائے ہوئے پتے پر

پہنچ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ آنے پر مصروف تھیں اسے بہت

سختی سے روک دیا۔ ہر دل بند تک کے بند رھوں فیکٹ

کا دروازہ باہر سے مقفل نہیں تھا۔ حمید کی کار کی بندلاٹش

کی روشنی دوڑ تک سڑک پر پھیل ری تھی۔ اس نے رفتار کچھ تیز کر کر دہکھل گیا، لیکن بعد اس کے دروازے پر باخور رکھی

اردر دروازہ کھل گیا، لیکن وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اندر تاریکی تھی۔

حمدیہ نے مارچ روشن کی۔ پر انیسٹ مسنان پڑا تھا۔ یہاں تین

کر سے تھے اور تینوں کا سامان ہے تریقی سے بھر جا پڑا تھا۔ کمی جگہ

جلک ہوئے کافیزات کے ڈھیر بھی نظر آئے۔ اچانک حمید کوں

کی آہستہ میں کر چونک پڑا۔

"ڈر وہنیز فرند" اسے فریڈی کی آہنی دی دی دی۔ وہ

قریب آ کر لپڑا۔ چوتھے بھی تھی۔ میں نے بہت دریکی۔ الگی کا کام دو

وں قبل ہو گیا ہو تھا اس کی فوتبت نہ آتی اور اب ہم ایک بار

پھر اندر ہرے تھے" میں ہیں" حمید نہیں ایسا۔ اسے دھوکہ دیا تھا۔

وہ جو منطق نہ پڑھا تو "حمدیہ نے ٹھنک لیجے میں کہا۔

پہچان لی۔

”دیکھیے کپتان صاحب۔ اس وقت وارنر کی لڑکی کو  
محکماتی دیجیے اوسا گراپ اس وقت لیدی پرکاش کو اپنے ہر قص  
ذبنا سے تینیں کاپکو۔۔۔ کپتان صاحب۔۔۔ کیا کہوں کہ کیا بخون  
لگوں گا؟“

”امام!... اچھا۔۔۔ مگر آپ ہیں کہاں؟“

”بیٹ تریپ۔ اس کی فرنڈ کرو!“

”ہیدر کچھ اور کہنا جاہتا تھا میکن دوسری طرف سے سفر  
منقطع کر دیا گی۔“

”یہ لڑکی بہت خوب ہے جناب!“ تائب کلب کے نیز  
شکباد بقول شاعر۔۔۔“

”ہمیں! میخ۔۔۔ تم ہوش میں ہو رہا ہیں؟“

”تم میری لڑکیوں پر نظر رکھتے ہو۔۔۔ حیدر انگھیں نکال کر بولا۔“

”ارے!۔۔۔ خدا کی قسم! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ کمال کر دیا  
۔۔۔ واہ!۔۔۔ بقول شاعر۔۔۔“

”نوب! میں شرمنے کے موڑیں نہیں ہوں!“

”حیدا کے گزی میں دھیلتا ہوا کمرے سے نکل آتا لڑکی اس  
کی شفاقتی۔۔۔ اس نے حید کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے۔

”اوہ کیا تاؤں! اپنا نہیں کیا بات ہے؟“

”کیا ہوا؟“

”ذجنے کیوں یہاں پوسیں میں منت، کے اندر ہی اندرونی  
ریڈ کرنے والی بھے!“

”پوسیں ریڈ کرنے والی ہے۔۔۔ لڑکی نے ہیرت سے ڈھرایا۔“

”ہاں مجھے خون پرملا جی اس کی اطلاع می ہے۔۔۔ ریڈ کا طلب  
یہ ہے کہ میری ساری رات برپا رہے۔۔۔ تپا نہیں کہتے لگنے صرف  
ہوں۔۔۔ سارے دروازے بند کر دیا تو یہی جائیں گے اور کوئی باہر  
نہ کسکے گا!“

”اوہ!۔۔۔ تب پھر مجھے جانے دو!“

”میں تہبا پورہ کر جاؤں گا۔۔۔ مجھے توہہ حال ٹھپننا پڑے  
کا بھیں تم نہیں جا سکتیں!“

”ہمیں کہیں! مجھے جانتے دو۔۔۔ اگر یہ ہوئی تو میں پریشان  
ہوں گا۔۔۔ ہمارٹ ایمک بوجانے کا میں کل پھر مٹوں گی۔۔۔ جہاں کہو  
بل جاؤں!“

”آر لکھنو میں۔۔۔ تھیک نہ مجھے!“

”اوہ! کھڑی ہو گئی اور حید نے کہا: ”تمہرہ دا میں بھی چلتا ہوں۔“

کہیں وہ نوگ تھیں کپاڈنڈ کے چھانک بھی پر زندگی میں۔

”حیدا!“ سے تیکیوں کے اڈتے تک لا یا جو کلب سے

زیادہ دوڑنیں تھا۔۔۔

”کل آر لکھنو میں ضرور آتا! اور نہ لڑائی ہو جائے گی!“ حید

تیکی کا دڑخازہ بند کرتا ہو گیا۔

”خود فرور!“

”تیکی علی گی اور حیدا! یک طویل سانس لے کر پھر نائب

کلب کی طرف روانہ ہو گیا اب لیدی پرکاش دہان نہیں تھی، جہاں

حیدا! اسے کچھ درپی قبل چھوڑ دیا تھا۔۔۔ لیکن اسے یقین تھا کہ وہ یاہر

ذکر! ہو گی لیکن تیکیوں کے اڈتے پر بھی اس کی نیگاہ زیادہ تر

کلب کے چھانک بھی کی طرف رہی تھی۔ وہ سیدھا ریکر بیٹھنے وال

میں چلا گیا۔۔۔ کوئی اسٹپ کا راستہ نہ پہل رہا تھا۔۔۔ اس نے چاروں

طرف نیگاہ درڈانی۔۔۔ آغ کارا! یک گلہ گلہری میں لیدی پرکاش اسے

نظر آگئی۔۔۔ وہ ایک میز پر تہبا تھی۔۔۔ گلہری میں بہتری میری فانی پر بڑی

تھیں۔۔۔ ورنہ حید تو خود اسی کے ساتھ بیٹھنے کے لیے ایک ٹھہر سا

بہانہ تراش سکتا تھا۔۔۔ وہ ستمل قدموں سے چلتا ہو گا یہی میں آئیں

اس کے چہرے پر ایک بجیب سی ٹم آنڈر زمیں پھیل گئی تھی۔۔۔ انکھوں

میں اداسی کے لہرے یادل تھے۔۔۔ اس نے چاروں طرف ایک

اچھتی سی نظر فانی۔۔۔ میزی خالی ہزار تھیں، لیکن اُن سب پر زریروں

کے کارڈنفل ار ہے تھے۔۔۔ حید چاروں طرف نیگاہ درڈانہ ہو گا لیدی

پرکاش کے قریب سے گزر رہیں لیکن اس نے ایک بار بھی اس کی

طرف نہیں دیکھا اپنے خود لیدی پرکاش اسے پڑتے خور سے دیکھ رہی

تھی۔۔۔ حید نے پورہ گلہری کا چکر لگانا دالا لیکن ایک بھی ایسی میز نہ

دکھانی دی جس پر زریروں کا راستہ ہوتا۔۔۔

والپی میں وہ ایک بار پھر لیدی پرکاش کے قریب سے

گزر لیکن اب وہ بڑا بڑا رہا تھا۔۔۔ کہیں نہیں۔۔۔ کہیں بھی نہیں ہے!

آج کہیں ہر شکر کے لیے بھی جگہ نہیں ہے!

لیدی پرکاش نے ایک ایک لفڑا سا اور ہیرت سے اس

کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ جنس مقابل کے لیے حید کافی کشش رکھتا تھا۔

وہ اُسے گلہری کے دوسرے ہر سے تک جاتے دیکھتی رہی۔۔۔ حید

بر سے پڑ گیا۔۔۔ کچھ درپی تک دونوں انکھوں سے اپنا گزہ چھپتے

کھڑا رہا۔۔۔ پھر بڑی تیزی سے اسی طرف مڑا جدھر لیدی پرکاش پہنچنی

ہوئی تھی۔۔۔ اتفاق سے گلہری کے اس جھتے میں وہ بالکل تہبا تھی۔۔۔

حید بڑی شاندار ایمکنگ کر رہا تھا۔۔۔ اب اس کے قدم بڑی تیزی

سے لیدی پرکاش کی میز کی طرف اٹھ رہے تھے اور پھر اس کے  
قریب پہنچ کر وہ یکاٹخت ہو گیا۔۔۔ لیدی پرکاش بوکھلا گئی۔۔۔

”یہاں بیٹھنا چاہتا ہوں!“ حید نے کسی اجڑگوار  
کی طرح بھڑک سے کہا۔۔۔

”بس!۔۔۔“ سچھے: ”لیدی پرکاش کے مڑتے سے غیر ارادی  
طور پر نکل گیا۔۔۔

حید ایک چھٹکے کے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا: ”ٹکری!“ بھی سے

ہی آپ کے ساتھ آئیں گے میں اٹھ جاؤں گا۔۔۔ ذرا دیکھے۔۔۔

ساری میزوں پر زریروں کا رہ گھوڑی میزی خود رہیں۔۔۔ میزی خالی پڑی

ہیں، کس سے اجازت لوں اور یہی یہاں تھوڑی دیر بیٹھتا  
چاہتا ہوں!“

”حضر در!۔۔۔“ لیدی پرکاش زیر دستی مسکانی۔۔۔

اس سوال کا لیدی پرکاش نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ وہ خود

بھی اس مسئلے پر بڑی سمجھنے سے غور کرنے لگی تھی کہ آغ کاریاں اس  
کے ساتھ قصی کرنا یہیوں پسند نہیں کرتی۔۔۔

”میں خود ہی اب کسی سے درخواست نہیں کرتا!“ حید

گرفت انکار کر جو۔۔۔

”آپ کیا یہیں گے؟“ لیدی پرکاش نے پوچھا۔۔۔

”مخفنا! اپنی سمجھے ذرا ذرا اسی بات پر غصہ آ جاتے ہے!“

”کوئی سی شراب آپ پسند کرتے ہیں؟“

”میں کسی قسم کی بھی شراب پسند نہیں کرتا!“

”آپ بھی کسی!“ لیدی پرکاش اپنی مخصوص مسکراہست کے

ساتھ بیٹھی: ”آغ کاریاں اسی سے آپ سے دُور بھائی تھیں!“

”اکس یہے!“

”سچھی کہ آپ کا انداز اگٹھکو کافی گھر د رہتا ہے!“

حید کچھ نہ بولتا۔۔۔ رقص ختم ہو گیا۔۔۔ نوگ گلہری میں اپنی اپنی میزوں

پر دالپس آ گئے۔۔۔ لیدی پرکاش نے دنیسے کافی ٹھیکی۔۔۔ قریب و

ڈور کی میزوں سے لیدی پرکاش کے کافی شناس حید کو بڑی طرح لکھ رہا

رہے تھے۔۔۔ اسی سے کافی اپنے جنہیں کچھ در قبیل وہ رقص کی

اور اس کی طرف حکم سکاتی ہوئی بولی۔۔۔ اس کے بعد دالپس کے لیے موسيقی

شر وع بھوگی، بھر میں دیکھوں گی کہ آپ کہنا چاہتا ہے!“

”کیا یہیں تہبا ناچوں گا۔۔۔ ہوا کوئی قص نیازی نہیں!“

”نہیں!“ لیدی پرکاش نے مسکراہست کے اتفاق سے مجھے بھی اس

بات کا دعویٰ کیے کہیں مزالز بہت اچھا ناچتی ہوں!“

تائیں۔۔۔ ایک آدمی بھی ایسا دھکا نہیں کیے جو سچ کر رہا ہو!

”آپ کا خالی بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ اسی لیے میں تہبا بیٹھنا  
پسند کرتی ہوں!“ لیدی پرکاش بولی۔۔۔

”میز پر پوچھا!“ لیدی پرکاش بھی جو سچی، حید اسے پسند کرنے کے

لڑوں بھی موجود ہیں۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ بھلا یہاں کون ہے؟“

”آپ بہت مشائق معلوم ہوتے ہیں!“ لیدی پرکاش مسکانی۔۔۔

”نہیں! میں اس کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا۔۔۔ لیکن... ذرا آپ

جسے یہ بنا ہے کیا یہیں میں میزوں میں میزوں کے محدودت سے غیر ارادی

”تمہارا غیر ارادی لڑکا!“ لیدی پرکاش نے بھی خیلے کی دلچسپی کے

چھٹکو کرتے وقت میز کی تھیں!“ لیدی پرکاش کے میزوں کے

ذکر!“ لیدی پرکاش نے بھی خیلے کی تھیں!“

”ذکر!“ لیدی پرکاش نے بھی خیلے کی تھیں!“

"اچھا۔! دیکھوں گا! لیکن واضح رہے کہ میری ہر قص کسی  
قسم کی غلطی کرنے پر ٹھوٹا بلدا مخفی ہے۔"  
"کیوں؟"

"میں اس کے پیر پڑی بیداری سے پیر کو دیتا ہوں۔"  
"فکر نہیں۔ میں غلطی کرنے والوں کی پہنچ کی پڑی پر ٹھوکر  
مارتی ہوں۔"

"اچھا۔! دیکھیں ہم میں سے کون جانتا ہے ہمیں پھول کی  
ٹرح ہنس پڑا۔

ٹھوڑی دری بعد والز کے لیے موسمی شروع ہو گئی۔ لوگ  
گیری سے اٹھنے لگے، لیڈی پر کاش کا ایک شناساً اس سے  
درخواست کرنے کے لیے اٹھا ہی تھا کہ وہ حمید کا تھوڑا کھڑا ہو گئی۔

ایک بار پھر والی میں زندگی کی ہر دوڑگئی۔ دوسرا طرف گیری میں  
ایک آدمی اپنے ساتھی سے پوچھ رہا تھا۔ یہ لیڈی پر کاش کر کے  
ساتھ ناج رہی ہے۔

میکین حمید، اس کے ساتھی نے بڑا سائز نیا لکھا۔ پُرانا  
عورت خورہ شاید تم نے بھی لیڈی پر کاش سے رقص کی درخواست  
کی تھی۔

"اوہ۔! آپ ہیں! کیا آپ مجھے کہیں سکون دینے دیں گے؟  
تم درکشی کی ایسی کرہی ہو۔ ابھی تم کس کے ساتھ ناج رہی تھیں؟"  
"میکیوں! میں نے اس کا نام نہیں پوچھا۔"

"لیڈی پر کاش۔ کان کھول کر گئے تو میں ایسا مطابق ہر صورت  
میں پوکار کر لوں گا، خواہ تم کسی سے جی چڑھوڑ کرو۔ جو نہ کوئی نہیں  
پہنچ سکت۔ مژدورت پڑی تو میں تمہیں موت کے گھاٹ نکار گوں کا ہے۔"

"میں نہیں کچھ سمجھ کر آپ کی کہہ رہے ہیں؟"  
"میر خشم کرو۔ دوسرا طرف سے تھے پنج ہیں میں کہا گیا۔ آپ  
میں زیادہ انتظار نہیں کر سکت۔ ویسے اس شہر میں ایک ایسا عدی بھی  
ہے، جو ان چیزوں کو پار لا کھیں جی خریدے گا۔"

"دیکھیے۔ صرف ایک بیٹتے کی مہلت اور دیکھیے میں  
انتظام کر رہی ہوں۔"

"میکین حمید اور کنل فریڈی بھی اس انتظام میں شامل ہیں۔"  
دوسرا طرف سے فرزاں پوچھا گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے اُن دونوں کے  
صرف نام لئے ہیں۔ آج ساکھ ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یقیناً آپ  
کو غلط نہیں ہوئی ہے۔"

"لیڈی پر کاش مجھے خندن دلاڑ ورز میں تمہاری زندگی بریاد  
کیا۔ اس کے چہرے پر فرمی انتشار کے آثار نظر آتے گے تھے۔"

"کیا مطلب ہے؟ حمید اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو والا۔  
"میری کال ہے۔"  
"کون ہے ہوڑہ ہے؟ جو بہاں فون کرتا ہے۔ سارا منزہ  
کر کر اس ہو گیا۔"

"میں ابھی آتی ہوں۔"  
"نہیں! اب میں نہیں ناچوں گا۔"  
"میں ابھی آتی۔ لیڈی پر کاش تیری سے چلی گئی۔  
میخرا پسے آفس کے سامنے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے  
دیکھ کر وہ خفیت سا جھکا۔

"لیڈی پر کاش! انہیں ایک بیٹتے کی مہلت اور دی جاتی  
ہے اور یہ آخری مہلت ہو گئی۔"  
دوسرا طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ لیڈی پر کاش  
رسیور کو ٹکپ کر رکھ کر رکھرائی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے  
پر پسندی کی جو ندیں پھرست آئی تھیں۔ اس نے اپنا وہی بیگ کھول کر  
آئینہ نکالا اور پسندہ خٹک کر کے جلدی جلدی میک آپ درست کرنے  
لگی۔ پھر دو روازہ کھول کر بایہ نکلی۔ میخرا پسے موجود نہیں تھا۔ ریکن ہال  
میں اب سنا تھا تھا۔ راؤ نہ فتح ہو چکا تھا اور رقصیں گیری میں تھے  
یعنی میخرا کا اپنے دیکھا تھا۔ حمید نے دوڑھی سے

"ہیلو! لیڈی پر کاش!" دوسرا طرف سے اواز آئی۔ میکین  
یعنی میخرا کا۔

"اوہ۔! آپ ہیں! کیا آپ مجھے کہیں سکون دینے دیں گے؟  
تم درکشی کی ایسی کرہی ہو۔ ابھی تم کس کے ساتھ ناج رہی تھیں؟"  
"میکیوں! میں نے اس کا نام نہیں پوچھا۔"

"لیڈی پر کاش۔ کان کھول کر گئے تو میں ایسا مطابق ہر صورت  
میں پوکار کر لوں گا، خواہ تم کسی سے جی چڑھوڑ کرو۔ جو نہ کوئی نہیں  
پہنچ سکت۔ مژدورت پڑی تو میں تمہیں موت کے گھاٹ نکار گوں کا ہے۔"  
"میں نہیں کچھ سمجھ کر آپ کی کہہ رہے ہیں؟"  
"میر خشم کرو۔ دوسرا طرف سے تھے پنج ہیں میں کہا گیا۔ آپ  
میں زیادہ انتظار نہیں کر سکت۔ ویسے اس شہر میں ایک ایسا عدی بھی  
ہے، جو ان چیزوں کو پار لا کھیں جی خریدے گا۔"

"دیکھیے۔ صرف ایک بیٹتے کی مہلت اور دیکھیے میں  
انتظام کر رہی ہوں۔"

"میکین حمید اور کنل فریڈی بھی اس انتظام میں شامل ہیں۔"  
دوسرا طرف سے فرزاں پوچھا گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے اُن دونوں کے  
صرف نام لئے ہیں۔ آج ساکھ ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یقیناً آپ  
کو غلط نہیں ہوئی ہے۔"

"لیڈی پر کاش مجھے خندن دلاڑ ورز میں تمہاری زندگی بریاد  
کیا۔ اس کے چہرے پر فرمی انتشار کے آثار نظر آتے گے تھے۔"

میر تعالیٰ حکمہ سراغ سانی سے ہے ہے:  
لیڈی پر کاش اس کی ممات گوئی پر ششدید ہو گئی۔ بیخ کے  
آفس سے آتے وقت وہ سوچی آئی تھی کہ اگر وہ کیپشن حمید ہی ہے تو  
یقیناً میری ٹوڈ میں ہو گا اور کبھی اپنی احتیت نظاہر کرے گا۔

حمد نے بھی اس میں تبدیلی محسوس کری تھی اور دفتار اس کا ذمہ اس  
فون کا لکھا رکھ متوڑ ہو گیا جس کے اعلان پر لیڈی پر کاش مضر باند  
انداز میں اس سے الگ ہو گئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا وہ کال ہوتا رہ  
کی طرف سے تھی؟ اس کے طریقوں سے تو وہ واقعتی ہی تھا۔ وہ اپنے  
شکار کو زیادہ سے زیادہ خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہو سکتا  
ہے کہ اس نے فون پر اسے اسی بات سے آگاہ کیا ہو کر وہ اس وقت  
حمد کے ساتھ ہے۔

"میں نے آپ کا نام لیا ہے۔ لیڈی پر کاش خٹک پھی  
تھیں بھولی۔ کیا اس طرح تعارف حاصل کرنے کا کوئی خاص مقصد تھا؟"  
"جی ہاں۔" حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے  
جب دیا اور لیڈی پر کاش کے چہرے پر ایک سایہ سا گر گزہ  
لیکن آنکھوں سے پرستور انتشار نظاہر ہوتا رہا۔

"کہا مقصد تھا؟" لیڈی پر کاش نے اپنے لیے لیے تھی میں سختی  
پیدا کرنے کی کوشش کی۔  
"مقصد حاصل ہو گی۔" حمید مسکرا کر یو لا۔ "میں نے اس وقت  
دوہزار کی شرط جیتی ہے۔"

"یعنی؟"  
"ایک دوست نے کہا تھا کہ آج لیڈی پر کاش رقص  
کے لیے کسی کی بھی درخواست قبول نہیں کریں گی۔ مدد بہت خراب  
ہے۔ بات بڑھ گئی۔ معاملہ دوہزار کی شرط پر سیچ کر ختم ہو گیا اور  
دوہزار سیرے ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔"

حمد نے اسی سے اٹھ گرا تھا۔ ما تھوڑا سا جھکا اور فوجیوں کے  
انداز میں داہنی ایڈی پر گھوم کر کر کر نہیں ہال سے نکلا چلا گیا۔

محکمہ سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکડ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ایک ایسے گروپ کے ساتھ کام کرنا تھا جس میں نیک پکڑ  
اس سعف بھی شامل تھا۔ احکامات بڑا راست ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس  
سے آئے تھے، اس نے حمید دمہ مار سکا۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
کے نہیں کہا۔ میں اس وقت ڈی یونی پر نہیں ہوں۔ در نہ صحت جیسے لوگوں  
نہ بتا کر میں کیپشن حمید ہوں۔ نام تو آپ نے سنای ہو گا۔ اور

میکین سراغ سانی کے سارے انکھ فریباں رکھی تلاش میں  
مر گرداں تھے۔ فریدی کو اس کے الحال پر چھوڑ دیا گیا تھا اور سرکاری  
سر پر حمید کو ا

کو آگئے بڑھاتا بھی تو کس نباد پر حماقت خود اُسی سے ہوئی تھی۔  
اس نے حمید کو تحریری حکم دیا تھا کہ اُسے کیواں کے سند دروازے  
کی نگرانی کرنے ہے، لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ اس سے  
اس کا مقصد کیا ہے؟ اگر وہ اس معاملے کو آگئے بڑھاتا تو اُسے  
شرمندگی پر احتفاظ پڑتی۔ ویسے اس حرکت کا مقصد حمید کو پرپاشان  
کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اور حمید نے بھی تہییہ کر لیا تھا کہ  
اگلے بچپلا حساب اسی بار بیاق کر دے گا۔ شام کو آفس سے نکلتے  
وقت اُس نے ٹسوں کیا کہ آصف اس کی تک میں ہے اور وہ یہ  
حقیقت تھی کہ آج آصف بیاق عددہ طور پر حمید کا مقابلہ کرنا رہا تھا۔  
حمدیہ جیوئی آشن میں تھا۔ اس لیے آصف کو ٹیکسی کرنی پڑی اور حمید  
نے تہییہ کر لیا کہ آج ٹیکسی ڈرائیور کو کافی فائدہ پہنچا۔ ”بیغیرہیں رہے  
گا۔ اس نے آر لکچنو میں رُک کر تکڑا سانا شتا کیا۔ آصف اس وقت  
پڑی ہمارت کا ثبوت دے رہا تھا۔ حمید جب وہی کونا شتے کے  
لیے بدایات دے رہا تھا وہ پڑی پھر تے سے ڈائینگ بال میں داخل  
ہو کر ایک قریبی کیپن میں لکھن گیا۔ حمید نے اُسے کن ٹھیکانے سے  
ویکھا۔ آر لکچنو میں اس نے سات بجاء دیے۔ کچھ دری تک کا وندر  
کلکر سے پیغمبر حجہار کرتا رہا۔ پھر واپسی لڑکی آگئی کیونکہ آج کل وہ  
دوتوں آر لکچنو میں ہی مل رہے تھے۔ سات بجے وہ آر لکچنو سے نکلا۔  
آصف بھی کیہم سے نکل کر باہر آیا۔ حمید کی کار شہر کی ٹکنیوں کے  
چکر لگانے لگی۔

”کیا بات ہے؟“ لڑکی بولی۔ ”انج تم ارکھنوںی دُ کے نہیں؟“  
”ردزادہ ایک بیٹم کی تفریح کھل جاتی ہے۔ آئے کچھ اور  
دیکھیں گے۔“

کار سڑکوں پر چکراتی رہی اور آصف کی بیکی بھی میں اس کا  
تعاقب کرتا رہا۔ وہ سے نیشن محتاکہ محمد فریدی کے مٹکانے سے  
مقرر واقعہ ہو گا اور وہ تاذکہ از کم ایک ہی بار اس سے فزوری  
ہو گا۔ اگر اس طرح وہ فریدی ہی کے مٹکانے سے واقعہ ہو گا تو  
یہ بھی اس کے لیے ایک بہت بڑا کارنا مہم ہو گا کیونکہ وہی۔ آپ  
جی ہر حال میں فریدی کا سڑائی چاہتا تھا۔ آئھہ بخے چیزیں کاراکب  
کھٹی سے شراب نہانے کے سامنے روک دی اور لڑکے یہ  
کہتا ہوا سخن پڑھ کر وہ اس کا انتشار کرے۔ شراب نہانہ بینا میں  
کا تھا۔ آصف کو کچھ سوچنے پر چیزوں ہونا پڑا۔ اس نے متوڑے ہی  
فاسلے پر بھی رُکوادی۔ محمد شراب نہانے میں داخل ہو چکا تھا۔  
متوڑی دیر بعد وہ شراب نہانے سے نکل کر چکار میں آپ بیٹھا۔  
دیکھتے چڑھ رہے ہو تھے "لڑکی منہماں۔

سوگا۔ دوسری صبح اس نے آصف کے سامنے جو تحریری رپورٹ پیش کی وہ یہ تھی۔ چھنپے شام سے چار بجے صبح تک کیساں ہوں گل کے صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہا۔ آنحضرت تک کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ میں اس وقت تک کسی لڑکی کی آمد کا استغفار کرتا رہا جب تک کہ ہوٹل بند نہیں ہو گیا۔ لیکن ایک بھی لڑکی وہاں جاتی نہیں دیکھائی دی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہاں لرکھیاں نہیں جاتیں اور وہ ایک تھرڈ کلاس ہو گلے ہے۔ ہوٹل بند ہو جاتے کے بعد بھی میں صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہا اور فستاک لاگو لاکھ لٹک جوہ کے صدر دروازہ اب بھی اپنی جگہ پر موجود ہے، میری فانی رائٹسے کے صدر دروازے سے نیک چلنی کی ضمانت ملکیت کر لی جائے۔“

آصف نے یہ تحریری رپورٹ دیکھی اور غصتے میں بل کھا کر رہ گیا۔

”یہ کیا ہے؟“ وہ تھوڑی دیر بعد علق پھاڑ کر چکا۔ ”میں اسے میں۔ یہ کے سامنے پیش کر دیں گا۔“

”ضرور کیجئے یہ گھبیتے انتہائی سنجیدگی کے کہا۔ اور آپ کی تحریر تو میرے پاس محفوظ ہی ہے۔ اس تحریر میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ میں رات بھر کیواں کے صدر دروازے کی نگرانی کرتا رہا۔ چنانچہ میں کرتا رہا۔ تھیک چار بجے گھر واپس گیا۔ نگرانی کی دروازے چنانچہ میں کرتا رہا۔ اس لمحے اپنی سمجھ کے مطابق پر پورٹرتب کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں گا۔“

”تم مگر ان کے مقصد سے واقعہ نہیں تھے۔“ اس نے  
چلا کر کہا۔  
”قطیعی نہیں۔۔۔ جناب اُن پر عصیت ہے“  
دکی کچھ دن قبل کیوں میں ایک قتل نہیں ہوا اور تم خیر نے  
طور پر وہاں پہنچے ہے مرجود نہیں تھے“  
”آہ۔۔۔ شیخ اب یاد آیا۔۔۔ لیکن دروازے کی نگرانی کا  
کیا مطلب تھا؟“  
”مگر مطلب ہو سکتا ہے؟ صدر دروازے کی نگرانی کا؟“  
”آج رات کو مراقبہ کر کے کل جواب دوں گا؟“ حمید نے  
بے پرواں سے کہا اور نوجہوں کے انداز میں ایسا بیان کیا ہوا کہ  
سے نہ گھا۔

بے خل میا۔  
اس وقت کر بے جی آصف اور انور کے علاوہ اور کوئی  
موجود نہیں تھا۔ دردش آصف کو بڑی خفتہ ہوتی۔ حبیکی رپورٹ  
آنکھا کر رہتے اُس کے پیارے پیارے اڑا دیے۔ وہ اس واقعے

大同

دولڑ کے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ موسیٰ سیکل پر  
سوار چاہ رہے تھے۔ چوراے پر ایک پورس میں نے اسیں  
روکا لیکن وہ رکے بغیر بھی بڑھتے رہے۔ پورس میں نے ان  
کا توقیب کیا اور بڑی شکل سے ایک میل دور جا کر روکنے  
میں کامیاب ہو گیا اور عصے سے بولا۔ پر اشارے  
پر رکے کیوں نہیں ہے؟  
”وہ بڑی خراب ہو گئے ہیں۔ رُکتے کیے؟“ ایک  
لڑکے نے جواب دیا۔

”دنہ نہ پر ملپٹ کھالے ہے؟“  
”وہ رجسٹریشن نہیں ہوتی تو نہ پر ملپٹ کھالے ہے ملے  
گی۔“ دوسرا لڑکا بولا۔

”لاٹنیں دکھاؤ۔ پوری بیان نہ کھا۔“

”ایمی تو عمر بھی کلمہ ہے۔ لاٹنیں کھالے ہے ملتا؟“

”تم اُنکی بھرپوری سے کیروں جا رہے ہے کے؟“  
”وہ اصل ہے۔ میں تھے اس لیے جلد گھر پہنچنا چاہتے ہے۔“

وہ پولیس ایشن چلو! ”  
”آخر پر ہی کسی جرم میں پولیس ایشن کے چاہا پڑتے  
ہیں؟“ ایک لڑکا پوچھا۔

پھولوں کے لیبو پکے سیکتا ہوا وکھوں  
انھوں کو بھالوں کا حصہ نہ کو بدل دوں  
حربات کھول کا مگر اسے پُرست اظہار  
تو بانت کھنہ ہو، وہی بانت کھوں  
شہزادیا در پتیں آوار کے پُرست

پُریل کو انگر شش بیت می خواست می پنجه نهاد  
مکش شش بیت می خواست می پانچ سلوکار  
پروانه شش بیت می خواست می پانچ آب افرا

اور حمید کا پر اناد شمن لھتا۔ اس کے دلیل ہتھے ہی دیکھتے ہے دونوں زمین  
سے آسمان پر پہنچ گئے تھے۔ انکھوں میں آصف سب سے بیزرا  
لھتا لیکن کارکرڈ کی میں صفر کے پرایہ ہونے کی بنا پر آفسروں کی نظر  
میں اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ لیکن اس بار اپنے لیے عزت افزائی  
کا پر واند روکھ کر اے کافی دیر تک یقین نہیں آیا۔ ماتحتوں میں حمید  
کا نام دیکھ کر تو اس کی باقیتیں محل گئیں۔ سب سے پہلے اس نے  
حمد پڑی کو حلکب کیا۔

ڈاکٹر گیشن جمیلہ "جسیز نے تھیوں کی۔

”میں بدستوری نہیں بیند کرے

# پیش تحریر

## اکٹہ نہاب

## کاروں کی دعویٰ

پیش کم

”وہ قطبی تمہیں بتانا پڑے کہ فریدی کی کہاں جائے گا“  
اکٹل فریدی ”امیدوار تصحیح کی۔  
”اچھی بات ہے میں تمہیں دیکھوں گا۔“  
”دن ہی دن دیکھیے کارات کو میں عمر مان نہ رہیں آئا کرتا۔“  
”اشتکاب“

”آصف صاحب! اگر دن بکر کھوکھ کے باہر مچپنک دوں  
کا! سمجھے بازیاب سنبھال لیئے اپنی ۔۔۔ کچپٹ کا اخراج لیئے اس لیے  
شہیں ملا جئے کہ ان پکر صاحب جان تجربہ صورت جانے کی کوشش کریں۔  
ویکھ آپ ہم لوگوں کے انخوارج بنائے کے ہیں جسے نہیں  
لیکن یہ بھی اسی وقت تک ہوں گا جیسے تکہ آپ شرافت سے پہنچ  
آئُں گے ۔۔۔

میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا یہاں سے پچھے چاہو۔  
درشکر ہے۔ تجھ پر کمر سے نکلاں گے۔

اکی شام کو آصف نے اُسے کیوں ہوئی کی تکان پر مقرر  
کر دیا۔ اُسے بات بھر کیوں ہوئی کے بعد دروازے کی تکان کرنی  
تھی۔ لیکن اُسے منجز و بھی کہنا پہاڑی کی تھی۔ پارہ تھی کہ ہوئی  
فرائیں دار رنگی لڑکی کے سماں تھے تا چتار ہا اور بھر اس کے بعد ختم ہاں

ستم مجھے اپنی طرح پہچانی ہوا درج میں بھی تمہارے لیے نیا  
شہر۔ پارک کے ہنگامیں لگ چکی ہے۔

”کیوں؟... کیا کیا سڑیاں نے“ مسز وارنر جیت اپنے  
طور پر دلیر سہری جاری کی تھی۔

”اے اسی بات کا تو افسوس ہے کہ وہ کچھ کہنیں پایا۔“  
”میں شہر کی محنت کی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“

”میں عربانی یا الاطینی زبان میں گفتگو نہیں کر رہا ہوں۔ فریدی  
نے خشک پیچے میں کہا اور پھر اپنے پیچے گھر سے ہوشے ہوشے سب ساپکڑ  
کی طرف مرا کر لے۔ اسے بھی حرast میں نہ لو۔“ لیکن تارڈی  
ایجنت ہے۔

”نہیں!“ وہ ہندیانی انداز میں بھی۔ ”یہ غلط ہے۔ میں کسی  
یونارڈ کو نہیں جانتی۔“

”غائبیاً نام بھی تمہارے لیے نیا ہو گا۔“  
”میں کسی یونارڈ کو نہیں جانتی۔“

”آفسسوم اسے حرast میں نہ لو۔“ فریدی نے سب ساپکڑ  
کے کہا اور اس نے بڑی بیسے دردی سے مسز وارنر کے ہاتھیں ہنگامی  
ٹکادی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ مسز وارنر پاگلوں کی طرح بھی۔ ”یہ کیا  
ہو رہا ہے؟“

”میں قائم یونارڈ سے واقعہ نہیں ہو۔“ فریدی نے پرکھ ملنے  
لیے میں پوچھا۔

”نہیں نہیں۔ نہیں۔“  
”آجھا۔“ فریدی چاروں طرف سے دیکھا ہوا بولا۔

چورہ ایک اماری کی طرف بڑھا۔ اسے کھول کر ایک ونچی بیگ۔  
نکالا۔ مسز وارنر بھی کاھتا۔ فریدی نے اسے کھول کر میز پہاڑ

دیا اور پھر بڑی بھوٹی جیزوں میں سے ایک دنیگنگ کارڈ اٹھا کر  
مسز وارنر کے چہرے کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ ”یہ کیا ہے؟“

”دنیگنگ کارڈ یہ بڑے رفول میں صرف یونارڈ“ تھری رخ۔  
مسز وارنر نے ہاتھ پر قفال دیے۔ اگر بس اپنے

اپنادھنیا بازو اگے زبرحادیا ہوتا تو وہ بڑی بھی تھی۔ مسز وارنر  
بے ہوش ہو چکی تھی۔



دوسرے دن شاید ہی کوئی ایسا اخبار رہا ہو جس کے دو  
ایڈیشن نہ چھپے ہوں۔ ”یونارڈ کی گرفتاری“ اُس دن باکر صرف  
ایک سڑھنی کو یہ پختے پھر رہے تھے۔ سارے اخبارات

گھنائی دے رہا تھا۔ وہ پوکھلا کر بس اسے میں نکل آئی۔ اور مجھے حقیقت  
اظہر ہوتے ہیں دیر نہیں گئی۔ مسز وارنر کے ٹبلے پر پوچھیں تھے ریڈ  
کیا تھا۔ اندھے بھی تو یاں چل پڑی تھیں۔ مسز وارنر چل کر دوچار قدما  
پیچے پہنچ آئی۔ وہ جنہیں تھے اسی طرح گھری ری پھر اپنی دلکشیوں سے  
چھڑے ہوئے ہیجھے میں بولی۔

”چلو۔۔۔ اندر چلو۔۔۔“ وہ آنھیں اندر جانے کے لیے  
دھکیلنے لگی۔

”کیوں تھی؟۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟“  
”غمی کی بچی اندر چل۔۔۔“

اس نے اپنی دھکیل کر اندر کیا اور دروازہ بند کرتے  
ہوئے بڑی رخ۔

”خدا رحم کرے“ پھر ایکوں کی طرف مرا کر لے۔ ”جاو اپنے  
کھروں میں جاؤ۔“

”کیوں تھی؟ مسز وارنر۔“  
”جلی جاؤ یا مسز وارنر جھلا کر جھی۔“

دونوں ٹریکیاں چل گئیں۔ مسز وارنر کے چہرے پر بڑی  
چھپائی تھی اور اس کا ہمہ لوہاری دھونکی کی طرح بچھوں اور پچک رہا۔

تحتا۔ اس نے اپنے پیسے پر ہاتھوں سے صلیب کافشان بنایا۔  
چھپدیر تک اسی حالت میں گھری ری یکن ذہنی انتشار میں اضافہ

ہی ہوتا گیا۔ اچانک فائرول کی آغاز آئی۔ آنی بند ہو گئیں اور یہ سنا نہ  
بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی نے نزع کے انتشار کے بعد دم

توڑ دیا ہے۔ مسز وارنر ایک سو فٹ پر بیٹھ گئی۔ اس کے پیارے طرح  
کاپڑ رہے تھے۔ پھر وہ اپنے برآمد سے میں بھاری قدموں کی

آغاز سن کا چل پڑی۔ کوئی باہر سے گھنٹی بھارا تھا۔ مسز وارنر بھی جس  
وہ کھڑتے بھی تھی۔ تین چار بار گھنٹی بھی اس کے بعد دروازہ پہنچا

جانے لگا۔ مسز وارنر اپنی حالت سنجھانے کی کوشش کرتے گئی۔ لہذا  
اب اس کی دلنشت میں خود اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں رو گیا تھا۔ اس

نے ایک بوڑھے نور پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اس نے جواب میں کچھ  
نہیں کہا۔ وہ یہ تھی کہ اس کے متعلق نوکروں کو کسی قم کے احکامات

نہیں دیے گئے تھے۔ پھر حال اس نے اپنا سوت کیس اٹھایا اور  
چل پڑی۔ نوکروں نے اسے جاتے دیکھا۔ ایک جیت کا اٹھا نہیں کیا۔

کانپ رہی تھی۔



ملکے کے لیے فریدی کی طرح حسید بھی یاد ہو گی۔ دو  
وہ ہو گئے لیکن اس کا کہیں تراوغ نہ تھا۔ آصف تو جلاہی بیٹھا تھا۔

اس نے وہ زہرا فشا نیاں میں کر ڈالا۔ دو دن قبل جب وہ  
حسید کا تعاقب کر رہا تھا تو اسے شہر ہی میں اس کا تھا۔ پھر دنیا پڑ

بھے ہیں اور پھر جواب میں ”مگن کر اسے اپنا پس یاد آیا  
جس میں ہرگز اتنی رقم نہیں تھی، جو اس سے زیادہ سفر کا باہم تھا تھی۔“

جبور اسے تعاقب کا خیال ترک کر دینا پڑا تھا۔ حسید کے غائب  
ہو جانے پر اس نے ملکے کو روپرٹ دی کہ وہ ایک انگریز لڑکی کے

ساختار جام کی طرف جاتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ تیرے دن مسز وارنر  
اپنی لڑکی کی لکشندگی روپرٹ درج کرنے اور خوبی خلاہ کر کر اسے پیش

رسیت میں ایک انگریز لڑکی کا حوالہ دے چکا تھا۔ اس شام کے  
روپرٹ میں ایک انگریز لڑکی کا حوالہ دے چکا تھا۔ اس شام کے

اخواتر نے اخواز کی اس سنتی خوبی خلاہ کی روپرٹ دنیا پڑا تھا۔  
میں چھپائیں اور باکروں نے تو اسمان سر یہ اٹھا لیا۔

گلوریا اب بھی فریدی کی کوئی میں مقیم تھی۔ اس نے بھی اس

اخواز کی خوبی اور دوافون مانگوں سے سر ہقام دی۔ وہ بھی اپنی  
بہتری توقعات حسید سے والیت کر بھی تھی۔ اس کی بھگتیں نہیں آئیں  
تھا کہ اب وہ کیا کرے؟ وہاں عذر سے یا جل جانے؟ اسے کوئی کے

نوکروں کی آنکھوں میں اپنے یہ نشوونظر آتے لگا تھا۔ آخراں نے  
فیصلہ کیا کہ اسے وہاں سے چلا جانا چاہیے۔ وہ آدمی جس نے اسے

اس مصیبت میں بھنسایا تھا۔ کیوں ہو ٹل میں قتل کر دیا گیا تھا۔ لہذا  
اب اس کی دلنشت میں خود اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں رو گیا تھا۔ اس

نے ایک بوڑھے نور پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اس نے جواب میں کچھ  
نہیں کہا۔ وہ یہ تھی کہ اس کے متعلق نوکروں کو کسی قم کے احکامات

نہیں دیے گئے تھے۔ پھر حال اس نے اپنا سوت کیس اٹھایا اور  
چل پڑی۔ نوکروں نے اسے جاتے دیکھا۔ ایک جیت کا اٹھا نہیں کیا۔

مسز وارنر بے خبر سو بھی تھی۔ اچانک ہنگامے کی آواز سن

کراس کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی دونوں رٹیاں شاید اس سے پہلے  
ہی جاگ گئی تھیں۔ یہ فائرول کی آوازیں تھیں اور قریب سے ہی

آئی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ساختہ ہی آدمیوں کے چھٹے کا خور بھی

”بس اب ہیں نہ ہوں گا۔“ حسید نے کہا اور کار اسٹارٹ  
کر دی۔ آصف کی چھپی پھر اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ اس بار حسید نے  
اینی کاڑی میں سر ڈال پر ڈال دی۔ جو تار جام کی طرف جاتی تھی۔  
”ہائی کبھی صرف جاہے ہو۔“ لڑکی چھڑے ہوئے یہی میں  
بھول۔ وہ شہر سے باہر نکل آئے۔

”پیدا ملت کر دو۔“  
”تھیں واپس چلو۔“

”پیچھے دیکھو۔“ حسید نے کہا۔ ”ایک کار آرہی ہے۔ اس

میں ایک ایسی عورت ہے جو مجھے سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ میں  
لڑکی مٹا کر دیکھنے لگی۔

”ہاں ہے تو۔“  
”بس دیکھتی جاؤ۔“ حسیدی دوڑ اور آگے جا کر ہمباپانک

میں گے اور پھر مٹا آجائے گا۔“

”کیا مٹا آجائے گا؟“ نہ جانتے تم کیا بیک رہے ہو؟“

”وہ عورت“ حسید کشندی سانس نے کر لے۔ ”بڑی تھی تھلی  
کرنا چاہتی ہے۔ اس نے یہیں جانے پر کھل کر دیکھا۔“

”میں ایک سچا یا پچھنچا میں میں بنائے ہوں گے۔“

حسید نے جلاختہ کر کے کار مٹا لی اور اس کا رخ اب پھر  
شہر کی طرف تھا۔ سامنے سے آتی ہوئی کار زیادہ فاسٹ پر نہیں تھی۔

اچانک وہ ترچھی ہو کر حسید کی راہ میں ہمال ہو گیا۔ حسید یہ لکھت پورے  
نکر کیے دنگا دیتا تو ایک سیڑت لازمی تھا۔ رٹکی کا سر دیش پورے سے  
خلاتے تھکراتے بچا اور اس کے مٹتے سے ہلکی چھچھنگی تھی۔ حسید نے

تین چار آدمیوں کو سامنے والی کار سے گوڈتے دیکھا اور دیکھتے  
ہی دیکھتے اُن دو گوں نے حسید کی کار کو گھیر لیا۔

”اپنے ہاتھ اور پر اٹھا فاوڈ جپ پاپ باہر نکل آؤ۔“

کسی نے گرج کر کہا اور آن دونوں پر شارج کی روشنی پڑی۔ حسید اپنا  
ہاتھ جو پتک نہیں سے جاسکا کیوں نہ اس کی پیشانی سے ایک

لیکچن کر باہر نکال لیا۔ اُن آدمیوں میں سے ایک نے

تھکنا دیکھ لیا۔

بہر حال چند ہی لمحوں میں حسید پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ  
وہ کسی مصیبت میں پھنس گی ہے کیونکہ اُسے بے قابو کر کے

اس کے ہاتھ پر پر باندھے جا رہے تھے اور اڑاکی قریب ہی کھڑا

”کھلی ختم ہو گیا اسٹارز“ وہ مسکلہ کر لے۔

”کیسا کھلی؟ آپ کون ہیں؟“

میری مدد چھیئے:

میں نے یونارڈ کو گفتار تو کر لیا ہے لیکن وہ اس بات کا اعتراض نہیں کرتا کہ وہ یونارڈ بے علاائقہ وہ یونارڈ سے بہت کچھ مشاپ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شایستہ کوئی قانونی بات نہیں۔ پہنچ سے لوگ دوسروں سے مشاپ ہوتے ہیں۔

لیکن آپ کے پاس اس کی دوسری شانیں بھی تو ہیں گی۔ لیڈی پرکاش ہوئی۔ مگر فکر نہیں دوئیے جھلانے کا۔ میں تو میں سے فریدی نے کہا۔ سب کچھ تھا میں اس نے پانی میں بیگ پہنچے ہی دفتر سے غائب کر دیا تھا۔

”فیر بہر حال میں آپکی مدد کیسے کر سکتی ہوں؟“  
”اس نے رقم سیست آپ کو کہاں جایا تھا اور آپ کو دہاں کیسے جانا ہے؟“

”مکمل بات کو جانا تھا۔ گرفتار ہو جیں ہیں ہے۔“  
”کہاں جانا تھا؟“

”مکشافی کے میلان میں۔“  
”تو آپ کل غرور جائیے گا۔“

”میں اب تو وہ میں میں ہے۔“  
”کسی کے کہیے گا نہیں۔“ فریدی نے مازمارانہ انداز میں کہا۔ وہ آج رات کو جبل سے فرار ہو جائے گا۔

”میں آپ کی کوئی بات نہیں سمجھ سکتی۔“

”اوہ ہوا۔ میں اسے دعاوار موقتی درود پر پہنچا جاتا ہوں۔“  
”میں سمجھ گئی۔“  
”بھی گلیں نہیں۔“ فریدی مسکراتے گئے۔

لیڈی پرکاش ایک بیکھرات سے دو بیجے ٹکڑے کے سنان ملائیں ہیں یونارڈ کا انقلاء کرنی رہی، لیکن وہ نہیں آیا۔ آخر دفعہ تھا کارکروں اپنے آگئی۔ وہ اپنے ساق پر ہر کارکر کی رقم نے گئی تھی۔ دوسرے دن اسے ٹیکیغون پر پھر اُنی آدمی کی خوفناک امداد سنائی دی جسے وہ کہی بارگاں چھپتی تھی۔

وہ کہ رہا تھا۔ میں وہاں موجود تھا! لیڈی پرکاش۔ لیکن صلوٰح تم سے نہیں ملا۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ میری گفتاری کی فرستخ کے باوجود بھی تم وہاں کیوں آئی تھیں؟

”میں کوئی کوئی یونارڈ سے بھی طرح واقعت ہوں۔ ایک بار نہیں بیک وقت وہی یونارڈ پیدا ہو گئے تھے۔ پھر میں نے دسوں کو پہنچایا لیکن اس کے باوجود بھی اس کی رسانی یونارڈ

مردانہ آواز ایک بیک بیکے کے ساتھ تھے۔ دریا نے تھیز کی گھپیوں میں سے ایک۔“

”دیکھیے۔“ میری درخواست ٹھیک۔ ”لیڈی پرکاش کی آواز تھی۔“ میں سریدست اتنی بڑی رقم کا انعام نہیں کر سکتی! رحم کیجئے۔“

”سرپرکاش ارب پتی ہے۔“ مرد کی آواز۔

”میں کہے!“ میں کیا بتاؤں گی؟ کیا یہاں کروں گی؟“ تین لاکھ بیکت ہوتے ہیں۔

”کوشش کرو اور نہ انعام تم جانتی ہو۔“

”میں سب کچھ جانتی ہوں۔ اچھائی الماح مجھے معاف کیجئے۔“ میرے یہاں ہجھاں ہیں۔ میں پھر جواب دوں گی۔“ وہ

انعام میں پہنچ نہیں کروں گی جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔“

”اصھا۔“ لیکن بہت جلد۔“ میں زیادہ انقدر نہیں کر دیں گا۔“

فریدی نے سائز نہیں میکس اٹھا دیا۔ اس کے ہوتھوں پر

ذھانے انداز میں سونے میں دھنی ہوئی تھی جیسے اُسے یقین ہو کر وہ تھوڑی درجود رہا۔

”کوئی اپنے سامنے کی بوندی خلک کرنے کی۔“

”اب آپ کیا بھتی ہیں؟“ فریدی نے کہا۔

”لیڈی پرکاش صرف تھوڑی بیکھر کر رہی ہے۔“

”مردانہ آواز کیسپن حیدری تھی۔“ فریدی نے بے پرواں سے کہا۔

”دیکھیے، لیکن کرٹل ٹھیک ہے کہ کچھ کافی ہوتے ہیں۔“

”ماقی کرنل!“ میں نہیں سمجھ سکتی۔“ لیڈی پرکاش میکس اپنے سامنے کی بوندی خلک کرنے کی۔

”اس میکس اس جلاہست کا انفری بہت نیادہ تھا۔“

”بھجے مالیوں نے کیجیے۔“ فریدی نے سمجھی گئی سے کہا۔

”لیڈی پرکاش تھوڑی درستک پچھے سوچی رہی،“ پھر میں نے

”میز پر کچھ ہٹلی ڈھنپی کا بیٹن دبایا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک نوکر کرے ہیں داخل ہو۔“

”گراموفون اٹھالا۔“ اس نے ملازم سے کہا۔

”گراموفون آنسے تک خاموشی رہی۔“ ملازم نے گراموفون

لائکر میز پر رکھ دیا۔ فریدی نے اپنے منیل سے ایک ریکارڈ لائکا۔

”لیڈی پرکاش حرمت سے فریدی کو دیکھ رہی تھی۔“ نوکر یا چکا تھا۔

”فریدی گراموفون پر ریکارڈ پڑھا کر لیڈی پرکاش کی طرف رکھ دیا۔“

”ہیلو۔“ لیڈی پرکاش!“ گراموفون سے کسی مردک آواندی۔

”جی ہاں!“ آپ کون ہیں؟“ لیڈی پرکاش ہی کی آواز تھی۔

”لیڈی پرکاش میں آپ سے اعتراف کرنے لیغز برگز والپس نہ جاؤں گا۔“

”کرٹل فریدی یا وہ پھر جلاہست۔“ مجھے اس پر مجبور نہ کیجیے کہیں آپ کے آفسروں سے آپ کی شکایت کر دیں؟“

”اچھا۔“ فریدی ایک طویل سانس لے کر بیلا۔“ اگر خود

یونارڈ ہی نے مقدمے کے دران اس کا اعتراف کریا تو۔

”دیکھا جائے گا۔“ وہ جلدی میں کہہ ہو گئی۔ پھر فوراً ہی سنبھل کر بیلا۔ ”کس بات کا اعتراف کرے گا؟“

”یہی کوہہ آپ کو بیک میں کرنا چاہتا تھا۔“

”وہ کہتے ہیں یہیں مگا جب کہ نہ میں اُسے جانتی ہوں اور

زندہ مجھے جانتا ہے۔“

”اس کے باوجود بھی وہ بیاننا میں آپ سے ایک بڑی رقم وصول کر جکھا ہے۔“

”کرنل صاحب!“ اس اپ جائیے! میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔“

”اچھا فتح یکھی۔“ ایک آپ کے سامنے کیا ہے؟“

”کیا اوت پلانگ باتیں کر رہے ہیں آپ؟“

”اگر ہر تو ذرا منگوایے۔“ میں ایک ریکارڈ میں کرداں

چلا جاؤں گا۔“ میری آخری درخواست ہے۔ اور آپ تو مجھے اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے آپ کو میرے صحیح الدلائی ہوتے ہیں۔“

”میز پر کرنل!“ میں نہیں سمجھ سکتی۔“ لیڈی پرکاش میکس اپنے سامنے کی بوندی خلک کرنے کے لئے جان پھچا یا۔

”ماقی کرنل!“ میں نہیں سمجھ سکتی۔“ لیڈی پرکاش میکس اپنے سامنے کی بوندی خلک کرنے کے لئے جان پھچا یا۔

”لیڈی پرکاش کے ہوتے بھچے ہونے سے تھے اور وہ تہراں نہ

نظرؤں سے فریدی کو مگور رہی تھی۔“ فریدی اسی کے ڈران بنگ کرنے

میں تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے کچھ دریں کوئی غصہ دلانے والی بات کی ہو۔

”لیڈی پرکاش!“ میں نہیں سمجھ سکتی۔“ لیڈی پرکاش میکس اپنے سامنے کی بوندی خلک کرنے کے لئے جان پھچا یا۔

”گراموفون اٹھالا۔“ اس نے ملازم سے کہا۔

”گراموفون آنسے تک خاموشی رہی۔“ ملازم نے گراموفون

لائکر میز پر رکھ دیا۔ فریدی نے اپنے منیل سے ایک ریکارڈ لائکا۔

”لیڈی پرکاش حرمت سے فریدی کو دیکھ رہی تھی۔“ نوکر یا چکا تھا۔

”فریدی گراموفون پر ریکارڈ پڑھا کر لیڈی پرکاش کی طرف رکھ دیا۔“

”ہیلو۔“ لیڈی پرکاش!“ گراموفون سے کسی مردک آواندی۔

”جی ہاں!“ آپ کون ہیں؟“ لیڈی پرکاش ہی کی آواز تھی۔

”لیڈی پرکاش میں آپ سے اعتراف کرنے لیغز برگز والپس نہ جاؤں گا۔“

”لیڈی پرکاش میں مزدا را تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“

”لیڈی پرکاش میں جیسا تھا کہ تو میں مزدا را تھا۔“



